سیاست کا مضمون پوشیدہ ہو اسکی پوشیدگی کے سبب سے اور اسباب کے دریافت نہونیکے سبب سے منتہی لوگون پر
نفس کا اثر یعنے شہوات اور لذات مین غرق رہنا داخل ہوجاتا ہے اور وے اس طرف جھکتے ہین اور
اس جھکنے سے معرفت کے زیادہ ہونے کا دروازہ بند ہوجاتا ہے یعنے جو منتہی علم کی سیاست کا مضمون
نہین جانتا اُسکا یہ حال ہوتا ہے جیسا کہ اوپر قریب ہی معلوم ہوا تو منتہی جو ہے سو اختیار کی پیشانی کا مالک
ہوا ہے اخذ اور ترک یعنی لینے اور چھوڑنے مین یعنی ایک بار نفس پر نرمی کرنے کیواسطے ایک چیز کے لینے مین
اور دوسری بار نفس کی سیاست کیواسطے اُسی چیز کے چھوڑنے مین اسکو علم سیاست کے حاصل ہونے کے سبب سے
اختیار اور پسند کرنا حاصل ہے اور جب یہ بات حاصل ہو تب منتہی کو ضرور ہے اعمال کا اور حظوظ یعنی نفس کے حصے
چیز کا لینا اور چھوڑنا اور اعمال مین اخذ اور ترک یعنی لینا اور چھوڑنا چونکہ منتہی کیواسطے ضرور ہے اسواسطے منتہی
ایک بار اعمال کو بجالاتا ہے صادقین کے مانند اور ایکبار نفل اعمال کو چھوڑ دیتا ہے نفس پر نرمی کرنے کیواسطے
اور ایکبار حظوظ اور شہوات لیتا ہے نفس پر نرمی کرنے کیواسطے اور ایکبار حظوظ اور شہوات چھوڑ دیتا ہے نفس کے
حال کی تلاش کیواسطے علم کی سیاست کی خوبی کے ساتھ اور منتہی ان سب باتین مختار ہوتا ہے سو جو منتہی کہ
حظوظ کے چھوڑنے مین بالکل لگا رہا تو وہ زاہد اور تارک ہو بالکلیہ یعنی پورا زاہد ہے زاہد معنی دنیا سے بے رغبتی کرنے
اور جو شخص حظوظ کے لینے مین خوگر ہوا ہے وہ شخص راغب یعنی دنیا کی خواہش کرنیوالا ہو بالکلیہ اور منتہی نے دونون
بات کے کنارے کو یعنی لینے اور چھوڑنے کے کنارے کو پکڑ لیتا ہے اور وہ نہایت اعتدال یعنی میانی اور اندازے
چال پر ہے افراط اور تفریط کے درمیان درمیان جو راہ ہے اُسپر وہ کھڑا ہے افراط معنی حد سے گذر جانا یعنی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دین کا کام ثابت ہو اسپر زیادتی کرنا اور تفریط معنے تقصیر اور کوتاہی کرنا یعنی دین کے
احکام اور اعمال کے بجالانے مین کوتاہی کرنا سو منتہی نہ زیادتی کرتا ہے نہ کمی بلکہ میانی راہ پر کھڑا رہتا ہے سو جو شخص
کہ نہایت مین پہنچے کہ ان قسم کی چیزونکو جو ابتدا مین زہد کے وقت دیا تھا پھر لیتا ہے مثلا نفس کی خواہش کی
چیزونکو ابتدا مین زہد کی راہ سے چھوڑ دیا تھا اور اب نہایت مین پہنچ کے پھر اُن چیزونکو نفس پر نرمی کرنے کے
واسطے لیتا ہے تو یہ اُسکا اُن چیزونکو لینا جو ہو سو زہد مین زہد کرنیکی راہ سے ہے یعنے اسکے دلسے دنیا کی خواہش ا
نکل گئی ہو اور اسکو ایسا حقیر جانتا ہے کہ اُسکے چھوٹنے مین جو زہد کرتا تھا سو اُس زہد کے چھوڑنے مین زہد کرتا

یعنے یہ سمجھا کہ اُسکے چھوڑنے کا اگر خیال کرونگا تو وہ بھی کچھ چیز معلوم ہوگئی سو وہ تو کچھ چیز ہی نہین ہے وہ تو آپ ہی چھوٹی جاتی ہے اور جو شخص کہ زہد مین کرتا ہے اُسکے نزدیک دنیا کا ہونا اور نہونا برابر ہوتا ہے وہ اگر دنیا کو چھوڑتا ہے تو اللہ کیواسطے اور اللہ کے حکم سے اور اگر دنیا کو لیتا ہے تو اللہ کیواسطے اور اُسکے حکم سے کچھ اپنے اختیار سے نہین اور ایسا شخص اختیار کے چھوڑنیمین اپنے حال کے دباؤ کے تلے دبا نہین رہتا مثلاً نفس کی خواہش کی چیزون کے چھوڑنیکو اختیار کرنا اُسکا حال ہو گیا ہے سو اس اختیار کے چھوڑنیمین اپنے حال کا تابع نہین ہے بلکہ اللہ کی مرضی کے تابع ہے اور یہ شخص اپنے اختیار کا ترک کرنیوالا اللہ تعالی کے فعل پر ٹھہرا ہے اور اللہ تعالے کے فعل پر ٹھہرنا اسکا حال ہو گیا ہے تو اس حال کا البتہ وہ مقید ہے اور جیسا کہ زہد مقید ہے ترک کے ساتھ یعنی اسکو جیسا کہ دنیا اور خواہش نفسانی کی ترک کرنیکی قید ہے ویسا اپنے اختیار کا ترک کرنیوالا زہد کرنیوالا ہے زہد مین اخذ یعنے لینے والا ہے لذات دنیا مین سے اس قدر جسقدر اُسکی قسمت مین لکھ گیا ہے اور اللہ تعالے کے فعل اور مرضی اور کارخانے کو چونکہ وہ دیکھتا ہے اس سبب سے اخذ کا مقید ہے خلاصہ یہ کہ جیسا کہ زاہد ترک کا مقید ہے یعنے اُسکو لذات دنیا کے ترک کا خیال لگا ہے ویسا اپنے اختیار کا ترک کرنیوالا حق سبحانہ کے کارخانے کو سمجھ کے اسکی مباح اور حلال کے لینے کا مقید ہے یعنے اسکے لینے کا خیال اسکو لگا ہے اور جانتا ہے کہ دنیا کے طیبات اور ستھری لذیذ چیزونکے لینے سے نہ دل سے سچا شکر ادا ہوگا اور حب نہایت قرار پکڑتا ہے اور مضبوط ہوتا ہے تب مقید ہوتا ہے اخذ کا اور نہ ترک کا بلکہ ترک کرتا ہے ایک وقت اور اختیار اس کا اللہ تعالے کے اختیار سے ہوتا ہے اور اسیطرح اسکا نفل روزہ اور نفل نماز ہوتی ہے ایکوقت اسکو ادا کرتا ہے اور ایکوقت نفس کو چھوڑ دیتا ہے اسواسطے کہ وہ اختیار دیا گیا ہے اور درست اور ٹھیک ہے اختیار مین دونون حالت مین یعنی نفل عبادت کے ادا کرنے اور چھوڑنے اور مباح کے لینے اور چھوڑنے مین تو شرع سے سب کو اختیار دیا گیا ہے مگر صاحب نہایت جو ہے سو وقت اور موقع سمجھتا ہے اور یہ اُس کا وقت اور موقع سمجھ کے لینا اور چھوڑنا جو ہے سو صحیح اور درست اور ٹھیک ہے اور یہ نہایت النہایت ہے یعنی نہایت کا نہایت ہے یعنی سلوک مین اس سے بڑھ کے کوئی مرتبہ اور حال نہین ہے اور جو حال کہ مستقر اور مضبوط اور مستقیم اور سیدھی راہ پر ہوتا ہے وہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کے مشابہ ہوتا ہے اور اسیطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ رات مین قیام کرتے تھے اور

تمام رات بھر قیام نہین کرتے تھے اور روزہ رکھتے تھے کچھ مہینے مین سے اور تمام مہینے بھر روزہ نہین رکھتے تھے
سوائے رمضان کے اور خواہش نفسانی کی چیزونکو لیتے تھے اور جب ایک شخص نے آنحضرت کے حضور مین کہا کہ
مین نے قصد کیا ہے کہ گوشت نہ کھاؤن حضرت نے فرمایا گوشت کھا اسواسطے کہ مین گوشت کھاتا ہون اور
گوشت کو دوست رکھتا ہون اور اگر مین سوال کرتا اپنے رب سے کہ مجکو ہر روز گوشت کھلاوے تو بیشک مجکو
ہر روز کھلاتا اور یہ آنحضرت کا فرمانا تیرے واسطے دلیل ہے اسبات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس
بات مین یعنی گوشت کھانیمین مختار تھے چاہتے کھاتے اور چاہتے نہ کھاتے اور بیشک ایک قوم پر فتنہ داخل
ہوا ہے کہ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تب کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم شریعت کے بانی اور نکالنے والے تھے اور یہ بات جو اس معنے کی راہ سے کہتے ہین کہ آنحضرت شریعت کے
بانی تھے اور اُنکا بڑا عالی مقام تھا جو کرتے تھے سو کون کر سکتا ہے اُنکے فعل کی پیروی کرنا ہمپر لازم نہین ہے
تو یہ نری جہل اور نادانی ہے اسواسطے کہ رخصت جو ہے سو آنحضرت کے قول اور فرمانے کے حد پر کھڑا رہنا ہے
یعنے جس بات مین حضرت کا قول موجود ہو اُس بات مین حضرت کے فرمانے سے نہ زیادہ کرے نہ کم اسواسطے
کہ رخصت کے معنے رخصت دینا اور آسانی کرنا سو حضرت نے امت پر آسانی کیواسطے انکے دین اور دنیا کے
فائدے کی بات فرما دیا ہے اسمین کمی کریگا تو فائدے سے محروم رہیگا اور زیادتی کریگا تو بدعت مین گرفتار
ہوگا اور عزیمت جو ہے سو اُنکے فعل کی پیروی کرنا ہے اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارباب
رخص کیواسطے یعنے آسانی چاہنے والونکے واسطے ہے اور انکا فعل ارباب عزیم کی واسطے یعنی عزیمت
والونکے واسطے ہے جو معرفت کے علم اور یقین کی زیادتی کیواسطے زائد عبادتین یعنے نفل روزے نماز ادا
کیا کرتے ہین بعد اسکے منتہی جو ہے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کے مشابہ ہوتا ہے خلق کو حق کے
طرف بلاتے ہین اور جس چیز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصد کرتے تھے سزاوار اور لائق ہے کہ منتہی
ساری اُن سب چیز کا قصد کرے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اور صیام جو زائد یعنی نفل تھا
سو اسبات سے خالی نہین ہے کہ یا تو وہ اسواسطے تھا کہ لوگ اسمین اُنکی پیروی کرین اور یا تو معرفت کے
علم کی زیادتی کے واسطے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی معرفت کے علم مین زیادتی پاتے تھے

و اگر وہ قیام اور صیام اسواسطے تھا کہ لوگ اسمین انکی پیروی کرین تو منتہی بھی آنحضرت کی اقتدا کرنیوالا ہی اسکو لائق ہے
آنحضرت کے قیام اور صیام کے مانند آپ بھی بجالاوے اور صحیح اور حق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مستحب
عبادت کو نری لوگونکی اقتدا ہی کیواسطے نہین کرتے تھے بلکہ اس مستحب عبادت سے معرفت کے علم زیادتی پاتے تھے
اور حقیقت حق الیقین کی انکو حاصل ہوتی تھی اور حقیقت حق الیقین آنحضرت کیواسطے خاص کیگئی تھی جیسا کہ چھٹی فصل
مین مذکور ہوا اور یہ وہی بات ہی جو ہمنے قریب ہی اوپر جبلت آراستہ کرنیکے بیانمین ذکر کیا گیا ہی یعنی اس مستحب عبادت سے
جبلت آراستہ ہوتی ہی اور یقین مین زیادتی ہوتی ہی فرمایا اللہ تعالی نے چودھوین سپارہ سورہ حجر مین اپنے رسول اللہ
کیطرف خطاب کرکے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۵ اور بندگی کر اپنے رب کی جبتک پہنچے تجکو یقین یہ
اسواسطے اپنے رسول کو فرمایا کہ آنحضرت اس مستحب عبادت کو ادا کرکے درگاہ الہی سے مدد مانگتے تھے اور کریم کے
دروازہ کو ٹھونکتے تھے کہ انکو معرفت اور یقین کی زیادتی ملے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے زیادہ دینے کے
محتاج تھے اور اس زیادتی کے سوال کرنیسے بے پروانہ تھے پھر آنحضرت کے اس زائد قیام اور صیام اور کریم کے دروازے کے
ٹھونکنے اور زیادتی کے محتاج بنے رہنے مین ایک بھید بہت نادر ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جنس کی جنسیت کے رابطہ اور علاقہ کے سبب سے یعنی اس سید البشر کے نفس نفیس کو آدم کے فرزند ہونیکے سبب سے
سارے بنی آدم سے ایک علاقہ جنسیت کا تھا اس سبب سے خلق کو حق کیطرف دعوت کرتے اور بلاتے تھے
اور اگر رابطہ جنسیت کا نہوتا تو آنحضرت تک لوگ نہ پہنچتے اور انسے فائدہ نہ پاتے اور آنحضرت کے نفس ظاہرہ اور
انکی تابعداری اور پیروی کرنے والونکے نفسونکے درمیان ایک رابطہ اور علاقہ تالیف اور موافقت اور میل کا ہی
جیسا کہ انکی پیروی کرنیوالونکی ارواح کے درمیان رابطہ تالیف اور موافقت اور علاقہ کا ہے اور رابطہ تالیف اور موافقت
اسطرح پر ہوا ہے کہ پیروی کرنیوالونکے نفسون نے اب موافقت کی ہی یعنی دنیا مین بسبب پیروی کے موافقت
کی ہی جیسا کہ ساری ارواح نے پہلے عالم ارواح مین موافقت کیا تھا اور ہر روح کو آنحضرت کے نفس پاک کے ساتھ
ایک موافقت خاص حاصل ہی اور آپسمین چین پانا اور ملجانا ارواح اور نفوس کے درمیان واقع ہی جیسا کہ پانچوین
فصل مین معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالی یعنی ہر روح کو آنحضرت کی روح سے ایک موافقت خاص تو پہلے ہی حاصل تھی
مگر جب پیروی کرنیوالونکے نفس نے آنحضرت کے نفس پاک کے ساتھ موافقت کی تب اسطرف سے نفس اور روح مین

چونکہ موافقت اور میل ہے اس سبب سے روح اس نفس تابعدار کی طرف جھکی اور اُسمین ملگئی اور اس طرف سے اسی موافقت اور میل کے سبب سے یہ نفس تابعدار آنحضرت کی تابعداری اور پیروی کی نعمت لئے ہوئے روح کیطرف جھکا اور ملگیا تب آنحضرت کے نفس پاک کے ساتھ روح کو رابطہ قدیم حاصل تھا سو نفس مین اثر کر گیا اور بھین گیا اور نفس کو جو رابطہ پیروی کا اب حاصل ہوا ہے سو روح مین اثر کر گیا اور بھین گیا تب اتباع اور پیروی لوگ روح اور نفس کے ساتھ آنحضرت کے پیرو بنگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عمل کیا کرتے تھے اپنے نفس کے تصفیہ یعنے صاف پاک کرنے اور اپنے اتباع کے نفس کے صاف کرنیکے واسطے تب نفس آنحضرت کا اُس عمل مین سے جسقدر کہ محتاج ہوتا اسمین سے اسقدر فائدہ لے لیتا اور جو اُس عمل مین سے بچ رہتا سو اُست کے نفوس کو ملتا یعنے آنحضرت کے عمل کی برکت اور تاثیر امت کو ملتی ہو اور اُسے اُنکے نفس کا تصفیہ ہو جاتا ہے اور اسیطرحسے وہ برکت اور تاثیر منتہی کو اُنکے اصحاب ور اتباع سمیت ملتی ہو اسی پیروی کے سبب سے تب منتہی زیادات اور نوافل سے پیچھے نہین ہٹتا یعنی آنحضرت کے عمل کی تاثیر اور برکت کے سبب سے اسکو نیک عمل مذکور مین استقامت حاصل ہوتی ہو اور شہوات اور لذات مین خوگر نہین ہوتا مگر صرف نفس کی دلالت اور راہ دکھانیکے سبب سے اور شہوات اور لذات کے لینے اور چھوڑنے کے اندازیکا حق بجا نہین لا سکتا ہو مگر اللہ کی مدد اور حکمت کے نور سے یعنی علم اور معرفت کے نور سے اور جو شخص کہ معرفت مین پورا ہوتا ہے وہ شخص استقامت مین پورا ہوتا ہے تو استقامت ارباب النہایات کی پوری ہوتی ہے اور بندہ ابتدا مین اعمال مین لگایا جاتا ہے اور اعمال مین لگے رہنے کے سبب سے احوال سے پردہ مین ہوتا ہی یعنی ظاہری اعمال مین لگا رہتا ہے اُسپر کے احوال مثل عین الیقین اور قبض بسط فنا بقا وغیرہ کے نہین کھلتے اور توسط مین یعنی درمیان مین خوش رہتا ہے احوال سے اور کبھی احوال کے سبب سے اعمال سے پردہ مین ہوتا ہی یعنی مشاہدہ کی لذت مین غرق رہنے کے سبب سے نفل اعمال کبھی کم ادا کرتا ہے اور انتہا مین اسکو اعمال احوال سے پردے مین نہین کرتا اور نہ احوال اعمال سے پردہ مین کرتا اور یہ اللہ کا فضل بڑا ہے اور جنیدؒ سے لوگوں نے نہایت کا حال پوچھا تب کہا کہ نہایت جو ہے سو پھر دھراکے بدایت مین آنا ہے اور جنیدؒ کے اس قول کی بعضے صوفیہ نے تفسیر کیا اور کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ سالک اپنے شرع کام مین جاہل مین تھا بعد اسکے معرفت مین

پہنچا بعد اسکے جب انتہا مین پہنچا تب پھر دُھرا کے تحیر اور جہل کیطرف لایا گیا یعنی حیران ہو گیا اور اپنے تئین معرفت مین
اہل اور نادان جاننے لگا اور یہ مضمون طفولیت اور لڑکاپن کے مانند ہے کہ پہلے جہل اور نادانی ہوتی ہے پھر بالغ ہونے
ر علم اور دانائی ہوتی ہے پھر نادانی ہوتی ہے یعنی جب بڈھا ہوتا ہے تب پھر عقل مین فتور آجاتا ہے اور سٹھیا جاتا ہے
مایا اللہ تعالی نے سترھوین سپارہ سورہ حج مین وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ
مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ اور کوئی تم مین پھر پہنچتا ہے نکمی عمر تک تا سمجھ کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے اور بعضے صوفیہ نے کہا
خلق اللہ مین سے اللہ کا بڑا پہچاننے والا وہ شخص ہے جو اللہ کی معرفت مین بہت حیران رہتا ہے اور جائز ہے
جنید رحمہ کے قول کے یہ معنے ہون جو ہمنے قریب ہی ذکر کیا ہے کہ سالک پہلے اعمال سے شروع کرتا ہے پھر احوال تک
پہنچتا ہے پھر اسکو اعمال اور احوال دونون ملتے ہین اور یہ حال منتہی مراد کیواسطے ہوتا ہے جو محبوبین کے طریق پر
پیدا کیا گیا ہے جسکا بیان چودھوین فصل مین ہو گا انشاء اللہ تعالی اسکی روح اللہ کی درگاہ اور حضور کیطرف
کھینچتی ہے اور قلب سے پیروی کرانا چاہتی ہے اور قلب نفس سے پیروی کرانا چاہتا ہے اور نفس قالب سے
ی کرانا چاہتا ہے تب یہ شخص اپنی روح اور قلب اور نفس اور قالب بالکل اللہ کے حکم اور عبادت پر قائم
جاتا ہے اور اللہ کے سامنے اپنے بالکل سے سجدہ کرتا ہے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا
رے واسطے میرے دھکے دل نے یعنے سویدا نے اور میرے خیال نے اور فرمایا اللہ تعالے نے تیرھوین سپارہ
ورہ رعد مین وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلَالُهُم بِالْغُدُوِّ
وَالْآصَالِ اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین مین خوشی اور زور سے اور انکی پرچھائیان صبح
شام ترجمہ ہندیہ مین اسکا فائدہ یون لکھا ہے جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھتا ہے اُسکے حکم پر اور جو یقین
خر اُسپر بھی اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیان صبح اور شام زمین پر بسر جاتی ہین یہی ہے انکا سجدہ صاحب
اف فرماتے ہین کہ ظلال یعنی پرچھائیان قالبین ہین کہ ارواح کے سجدہ کرنے سے وے بھی سجدہ کرتے ہین
اس حالت مین محبت کی روح انکے سارے اجزا اور ٹکڑون مین جاری ہوتی اور سماتی اور بھین جاتی ہے تب
ت اور خوشی پاگئے ہین اللہ کے ذکر اور اسکے کلام کی تلاوت مین محبت اور دوستی کے سبب سے تب اللہ انکو دوست
ھتا ہے اور اپنے خلق کے نزدیک انکو دوست بنا دیتا ہے اُنپر اپنی نعمت دینے اور فضل کرنے کے سبب سے

اس مضمونکی دلیل کیواسطے صاحب عوارف نے سند کے ساتھ یہ حدیث لکھی ہے روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
اسنے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا نَادٰی
جِبْرَائِیْلَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ فَیُحِبُّہٗ جِبْرَائِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ جِبْرَائِیْلُ فِی السَّمَاءِ
اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَاءِ فَیُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ
بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب دوست رکھتا ہے کسی بندیکو تب پکارتا ہے جبرئیل کو کہ بیشک اللہ تعالیٰ
نے دوست رکھا فلانے کو سو تو دوست رکھ اسکو تب دوست رکھتا ہے اسکو جبرئیل پھر پکارتا ہی جبرئیل
آسمانمین کہ بیشک اللہ تعالےٰ نے دوست رکھا فلانے کو سو دوست رکھو تم اسکو دوست رکھتے ہین
اسکو آسمان والے پھر رکھا جاتا ہے اُسکے واسطے قبول زمین مین یعنی زمین کے لوگونمین وہ مقبول ہوتا ہی عوارف
کا مضمون تمام ہوا بدایات اور نہایات کی حقیقت اس مضمون سے بخوبی ذہن نشین ہوگی **فائدہ** اب ایک
مضمون بہت ہی مفید یاد رکھنا ضرور ہے وہ یہ ہے کہ مبتدی کو ضرور ہے کہ جو باتین مبتدی کیواسطے اس
بدایات اور نہایات کے بیانمین عوارف مین لکھا ہے ان سب کی محافظت کرے اور عمل اور اشغال اور
اذکار کو ان باتونکی محافظت کے ساتھ بجا لاوے اور اپنے حال مین غور کرتا رہے کہ ہمسے ان باتونکی محافظت
ہوتی ہے یا نہین اور ہم نہایات کے مقام مین پہنچے ہین یا مبتدی ہین اور جو اشغال کہ بعضے طریقت کے
پیشواؤن نے مشاہدہ حاصل ہونیکی آسانی کیواسطے اپنے اجتہاد سے مقرر کیا ہے مثل چھؤن لطیفونکے ذکر اور
حبس دم کے ساتھ نفی اثبات کے ذکر اور دوائر کی سیر اور ضرب کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے نام پاک کے ذکر کے
جیسا کہ ذکر کی فصل مین معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالے سو وہ سب چونکہ مشاہدہ اور یقین اور ایمان
تحقیقی کے حاصل ہونیکے آلہ اور ہتیار اور وسیلہ ہین اسواسطے وہ سب درست ہین اور بدعت نہین ہین
جیسا کہ تیرھوین فصل مین اسباب کی حقیقت معلوم ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ تو سالک کو لائق ہے کہ اُن
اشغال کو اصل مقصد جو مشاہدہ ہے اُسکے حاصل ہونے کا ہتھیار اور وسیلہ سمجھ کے اُنمین مشغول ہو اور اگر
کوئی شخص ان اشغال مذکور کو اصل مقصد اعتقاد کرے اور مشاہدہ حاصل ہونیکی خواہش نہ رکھے
اور اُسکی حقیقت کو دریافت نکرے اور فقط انھین اشغال پر قناعت کرے مثلاً لطیفونکے جاری ہونے

اور اسمین دل لگنے پر قناعت کرے اور اُسی پر مغرور ہو اور اپنے تئین کامل اور مرشدی کے رتبہ مین سمجھے تو وہ شخص ناقص ہے اور شیطان کا فریب کہا گیا ہے اور فتنہ مین گرفتار ہے اور اگر کوئی شخص ان اشغال مین مشغول نہو اور مشاہدہ کی حقیقت کو خوب ذہن نشین کرکے حضور دل اور مراقبہ کے ساتھ نماز اور تلاوت اور اذکار مرویہ مین مثل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور مسبعات عشر کے اور درود اور دعا مین مشغول ہے اور مراقبہ مذکور کے سبب سے مشاہدہ تک پہنچ جاوے تو وہ شخص بلاشبہہ کامل ہے بلکہ ایسا شخص مشاہدہ حاصل ہونیکے قبل بھی اُس پہلے شخص سے افضل ہے کیونکہ اس نے سنت کے موافق سلوک شروع کیا ہے اور سنت پر عمل کرنے کے ثواب کا مستحق شروع ہی سے ہوا ہے اور اشغال مذکور مشاہدہ حاصل ہونے اور نماز اور تلاوت اور درود اور ذکر اور دعا مین لذت پانیکے ہتھیار ہین تو جبتک اُنکو اسبات کا ہاتھیار اعتقاد کرکے اُنمین مشغول رہیگا تب تک وہ اشغال مذکور عمل نیک کے وسیلہ مین شمار کئے جاوینگے اور اُنمین ثواب ملنے کی امید ہوگی اور جب انھین کو اصل مقصد اعتقاد کریگا تب وہ اشغال بدعت مین شمار گئے جاوینگے اور یہ مضمون اُن لوگونکے ہوشیار کرنے کیواسطے لکھا گیا جو بسبب ناواقفی کے ان اشغال مذکور کو اصل مقصد سمجھتے ہین اور جماعت اور تلاوت سے افضل جانتے ہین اور اُن اشغال مین مشغول رہنے کے سبب سے مسجد اور جمعہ اور جماعت مین حاضر نہین ہوتے اور مسائل فقہی اور تصوف کی تحقیق نہین کرتے اور وعظ اور نصیحت نہین سنتے اور علماء آخر کے پاس جانے اور اُنسے طریقت کے مسائل کی تحقیق کرنے سے عار رکھتے ہین اور انکو حقیر جانتے ہین بلکہ کبھی بسبب جہالت کے انکی حقارت کا کلمہ بول اُٹھتے ہین اگرچہ ایسے جاہل لوگ کچھ گنتی شمار کے قابل نہین مگر چونکہ ہدایت عام منظور ہے اسواسطے یہ مضمون بیان ہوا تاکہ وے لوگ ہوش کرین اور دوسرے لوگ اُنکے اعتقاد سے محفوظ رہین پھر ایک مضمون اور بھی یاد رہے کہ جب مشاہدہ حاصل ہو تب اُسپر بھی قناعت کرکے بیٹھ نرہے جیساکہ اوپر قریب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادتی طلب کرنے اور کریم کے دروازے کو ٹھونکتے رہنے سے ظاہر ہوا کیونکہ ابھی پہلا سلوک تمام ہوا ہے اور مشاہدہ جو ہے سو پہلے سلوک یعنے بدایات کا اصل مقصد اور انتہا ہے اور ابھی دوسرا سلوک یعنے نہایات کا طے کرنا باقی ہے اور دوسرے سلوک یعنی نہایات کا اصل مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اتباع کا حاصل ہو جانا ہے

روح اور نفس اور قلب اور قالب سے جیسا کہ قریب ہی معلوم ہوا اور اس دوسرے سلوک کو سیر فی اللہ کہتے
ہین یعنی اللہ سبحانہ کی رضا کیواسطے اتباع اور عزیمت مین سیر کرنا اور لگے رہنا اور جب یہ دوسرا سلوک بھی
تمام ہو جاویگا تب بندہ اللہ سبحانہ کا محب اور محبوب بنے گا اور مقبول حضرت سبحانہ وتعالیٰ شانہ کا ہوگا اور جو جو
فضیلت ارباب النہایات کیواسطے اوپر قریب ہی مذکور ہوئی سو سب حاصل ہوگی تب انسان کامل ہوگا
اور مرشدی کا رتبہ پاویگا اور حق تعالے کیطرف سے اسکو خدمتین سپرد ہونگی مثل اولیائے عظام حضرت
غوث الاعظم اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت خواجہ
بہاء الدین نقشبند اور حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی وغیرہم کے قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اب ایک
مضمون کارآمدنی پہلے اس مقام مین سمجھنا ضرور ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ تصوف کی کتابون مین دونون سلوک کو
جدا جدا نہین بیان کیا ہے اس سبب سے لوگونکو امتیاز نہین ہوتی کہ یہ دونون سلوک ہین مگر صاحب عوارف نے
جو ایک ہی باب مین بدایات اور نہایات دونونکا بیان کیا ہے اُس سے دونون سلوک دریافت ہو گئے
پھر بھی ہر کوئی اس سے دونون سلوک کو جدا جدا نہین سمجھتا تھا اسواسطے صراط المستقیم مین دونون سلوک
کو الگ الگ لکھا تو دونون کتابون کے مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ دونون سلوک کے تمام ہونیسے
انسان کامل ہوتا ہے فقط پہلے سلوک کے تمام ہونے سے یعنے مشاہدہ حاصل ہونیسے بغیر اتباع کے انسان
کامل نہین ہوتا کیونکہ مشاہدہ تو بدعتی اور فاسق بلکہ کافر کو بھی مراقبہ کرنیسے حاصل ہو جاتا ہے مگر اسکا
مشاہدہ اتباع نکرنیکے سبب سے ویسا ہی ہوتا ہے جیسا چور کا دیکھنا بادشاہ کو یعنے چور جو بادشاہ کو دیکھتا ہے
تو اس سبب سے کہ اُس نے بادشاہ کی آئین کو نہین مانا ہے بادشاہ کے حضور سے اُسکی سزا کا حکم ہوتا ہے بخلاف
بادشاہ کے فرمانبردار اور مرضی موافق کام کرنیوالے کے کہ اسکو بادشاہ کی ملاقات سے خلعت اور انعام
ملتا ہے اور کوئی خدمت اور منصب اسکے سپرد ہوتا ہے جب یہ بات ذہن نشین ہو گئی تو اب جو شخص کہ
مشاہدہ تک بھی نہین پہنچا اور رستے ہی کے درمیا نہین پھنسا رہا وہ کس گنتی شمار مین ہے ہان اتنا ہے کہ مشاہدہ
کے رستے مین ہے سو بھی کب جب اُن باتونکو محافظت کے ساتھ جو مبتدی کیواسطے بدایات مین مذکور
ہوئین سلوک اختیار کریگا اور کسی شغل مین مشغول ہوگا اور جو شخص ان باتونکی محافظت نکرکے کسی شغل کو

اختیار کریگا وہ تو سیدھے رستے پر بھی نہین اور سلوک کی راہ کا مبتدی بھی نہین اس مضمون کو سالک یاد رکھے اور اپنے حال مین اخلاص کے ساتھ انصاف کی نگاہ سے دیکھے اور غور کرے اور خوب تلاش کیساتھ دریافت کرے کہ مین سلوک کی راہ کا مبتدی ہون یا نہین پھر اگر مبتدی ہون تو مشاہدہ تک پہنچا ہون اور میرا پہلا سلوک تمام ہوگیا ہے یا نہین پھر اگر پہلا سلوک تمام ہوگیا ہے تو دوسرا سلوک مینے شروع کیا ہے یا نہین پھر اگر دوسرا سلوک مین نے شروع کیا ہے تو اسمین پورا اُترا ہون یا نہین اور اسبات کا غور کرے کہ جو حالات اور مقامات کہ تصوف کی معتبر کتابونمین شرح کے ساتھ مذکور ہین اُنمین سے کچھ مجکو حاصل ہوے ہین یا نہین اور مین اُنکے حاصل کرنیکی فکر مین ہون یا نہین اور اُن حالات اور مقامات کے سوا دوسری باتین جو سُنی سنائی اور کتاب کے باہر ہین اُنسے کچھ غرض نرکھے کیونکہ سالک کے حال مین جتنی خرابی آتی ہین وہ سب کتاب کے باہر سنے سنائے قصے کہانی کی فکر مین پڑے رہنے سے آتی ہین اور شروع کتاب مین ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ سے جیسے جھوٹے دعوے کرنیوالون کا ذکر ہوا ہے اگرچہ ویسے لوگ دن رات کسی شغل مین مشغول ہاکرین اور چکنی چکنی باتین کیا کرین انکی طرف ہرگز التفات نکرے اور اُنکی صحبت سے پرہیز کرے اور ان جھوٹون مین بھی دو قسم کے لوگ ہین ایک قسم وہ ہین کہ مالیخولیا کے مرض مین گرفتار ہین اور اپنے ولی اور قطب ہونیکا خیال دلمین آتا ہے اور اسکو سچ جانکے لوگونسے بیان کرتے ہین اور اُنکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھہ سے طرح طرح کی خرق عادت اور کرامت ظاہر ہوتی ہے اور دوسری قسم کے لوگ نہایت ہوشیار اور چالاک اور فریب دینے ولے ہوتے ہین جب اُنکے پاس لوگ جمع ہوتے ہین اور اُن سے اپنی اپنی حاجت بیان کرتے ہین تب اپنے دیوانہ پن مین نہایت ہوشیاری کے ساتھ ایسی بڑ مارتے ہین کہ اپنی اپنی حاجت کا لوگ جواب سمجھ جاتے ہین اور ان دونون قسم کے معتقد جو لوگ ہوتے ہین وہ بھی مالیخولیا کے مرض مین گرفتار ہین **فائدہ** اب سلوک اول اور سلوک ثانی کی حقیقت سمجھ مین آجانے کیواسطے ایک مثال ہم لکھتے ہین وہ یہ ہو کہ مثلاً ایک شخص قاضی زادہ بنگالے کے ملک شہر جہانگیر نگر کا رہنے والا بادشاہ دہلی کے حضور سے ہزار ہا روپے ماہواری کی معافی پائے ہوے بہت ہی خوش گذران اپنے ملک مین رہا کرتا تھا ایک شخص دشمن مفسد نے طرح طرح کے فریب دیکے اسکی ساری معافی پر قبضہ کرکے اس قاضی زادیکو نا امید خلل کردیا اور طرح طرح کے جعلی مقدمے لڑکے قاضی زادے کو نرا مفلس کردیا یہانتک

کہ وہ کھانے کپڑے کا محتاج ہو گیا اور بس بازار اور راہ مین ہاتھی گھوڑے پالکی پر سوار ہو کے نکلتا تھا اسمین ننگے پانوٗن پھرنے لگا آخر کو یہانتک نوبت پہنچی کہ وہ دشمن مفسد قاضی زادے کو اُسکے رہنے کے مکان سے بھی نکالنے لگا تب وہ حیران ہو گے اپنی بہتری اور اپنے دن پھرنے اور اپنی عزت بچانیکی راہ دوستون آشناؤن سے پوچھنے لگا تب سب داناؤن نے کہا کہ اب تمہارے بھلے کی کوئی راہ نہین ہے ہان اگر تم بادشاہ تک پہونچو تو تمہارا بھلا ہو سکتا ہے تب قاضی زادے نے کہا کہ مین نے کبھی سفر نہین کیا ہے اور مجکو دہلی کی راہ بھی نہین معلوم مین بادشاہ کے حضور مین کسطرح پہنچ سکونگا تب اُن لوگون نے کہا کہ تم ایسے شخص کو تلاش کرو جو دہلی گیا ہو اور بادشاہ کے حضور مین پہنچا ہو اور بادشاہی دربار کے قاعدون اور آداب سے واقف ہو اور وہانکے ارکان دولت سے اُس سے موافقت ہو پس اسی شخص کو اپنا اُستاد مقرر کرو اور اُسکے ساتھ ہو کے بادشاہ تک پہنچ جاؤ آخر کو اُس قاضی زادے کو ایک ایسا شخص ملا جو ہمیشہ بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا کرتا تھا اور ملک بنگالے کا تحفہ تحائف بادشاہ کے حضور مین پہنچایا کرتا تھا تب قاضی زادے نے اپنی ساری مصیبت کا حال اور اپنا دلی مقصد اس شخص سے بیان کیا اور کہا کہ مین نے اُستاد اپنا اور ہادی اور راہبر تمکو مقرر کیا تم مجکو بادشاہ تک پہنچا دو اور ایسی راہ بتادو کہ مین بادشاہ کی نظر مین مقبول ہون اور مجکو جاہ اور عزت اسکے جناب سے حاصل ہو اور مین اپنے دلی مقصد کو پہنچون تب اس اُستاد نے کہا کہ مین نے تمکو اپنا شاگرد بنایا اب مین جو جو باتین تمکو بتاتا جاؤن اُسکو تم ملنتے جاؤ اور اس سفر کو بطور شائستہ پورا کرو سو اب پہلے تم سفر کا سامان آٹا دال چانول نمک تیل گھی ہلدی دہنیا لہسن پیاز لکڑی کوڑی سوئی دہاگا چھری مقراض وغیرہ حاجت ضروری کی چیزین تیار کرو اور ایک کشتی کرایہ کی کرو تب قاضی زادے نے یہ سب سامان مہیا کر کے اُستاد سے کہا کہ مین نے سارا سامان کیا اب کشتی کھلوا دیجئے تب اُستاد نے کہا کہ میان کچھ خیر ہے ابھی تم سفر کے قابل نہین ہوے اگر تم کشتی کھول دوگے اور جسکا تمہارے ذمہ پر کچھ قرض پانا ہے وہ آکے کشتی روک دیگا تو یہ سب محنت رائگان ہوگی سو پہلے تم تمام شہر کے لوگون مین سے جسکا جسکا کچھ دینا پانا ہو سب سے رخصت ہو اور سب سے دہلی کے سفر کا حکم لے لو تب قاضی زادے نے سب سے رخصت ہو کے اُستاد سے کہا کہ اب کشتی کھلوا دیجئے پھر اُستاد نے کہا میان تمکو کچھ خیر ہے ابھی بھی تم سفر کے قابل نہین ہوے جاؤ اپنے گھر کے سارے لوگون سے رخصت ہو کے آؤ تب کشتی کھلے

پھر قاضی زادے اپنے گھر کے سارے لوگون سے رخصت ہوئے ایک دودھ پیتا بچہ گود مین لیکر آیا اور اُستاد سے
کہا کہ اب کشتی کھلوا دیجئے تب اُستاد نے کہا کہ میان کچھ خیر ہے ابھی ایک گھڑی کے بعد یہ بچہ دودھ کیواسطے
روئیگا تو پھر تمکو پھر کے آنا ہوگا تو تم اسکو بھی رخصت کر آؤ تب قاضی زادہ اس بچے کو بھی رخصت کر کے آیا
تب اُستاد نے کہا کہ ہان اب تم سفر کے قابل ہوئے غرضکہ قاضی زادہ یہ سامان مہیا کرنے اور سب کو رخصت
کرنے کے بعد سفر کے قابل ہوا تھا ابھی تک سفر شروع نہین ہوا تھا پھر جب اُستاد نے کشتی کھلوا دی تب
سفر شروع ہوا پھر جب کشتی روانہ ہوئی اب دمبدم شہر جہانگیر نگر دور ہونے لگا اور دہلی نزدیک اور سیکڑون
گانؤن اور شہر طے ہونے لگے پھر کبھی کوئی عمدہ شہر اور اسکی عمارات عالیشان کو دیکھ کر اُستاد سے قاضی
زادے نے کہا کہ کیا یہی دہلی ہے اُستاد نے کہا کہ میان یہ تو فلانا شہر ہے ابھی دہلی دور ہے دہلی کی کچھ اور ہی زینت
ہے اور کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ دہلی کی راہ کے دہنے بائین کوئی بازار یا شہر عجیب و غریب نظر پڑا قاضی زادہ
شوق سے اُتر کے وہانکے عجائبات اور تماشا دیکھنے مین مشغول ہو گیا جب بہت تاخیر ہوئی تب اُستاد قاضی
زادیکو بُلا لایا اور کہا کہ میان ایسے ایسے خیالات اور سیر تماشے سے باز رہو کہ ایسے ایسے سیر تماشے سے دہلی
مین پہنچنے سے باز رہو گے اگر اسی سیر تماشے مین رہجاؤ گے تو دہلی سے بالکل محروم رہجاؤ گے اور اگر دہلی
جانیکا قصد کرو گے تو بھی بعد مدت دراز کے بھولتے بھٹکتے دہلی مین پہنچو گے غرض قاضی زادے کو اُستاد
لایا اور دہلی کی راہ پکڑی اور شہرون اور مقامون کی سیر کرتے کراتے پوچھتے پاچھتے ایکروز دہلی شہر کی
جامع مسجد کا منارہ نظر آیا اور اُستاد نے کہا کہ میان یہ دیکھو دہلی کا منارہ نظر آیا یہ سننے کے ساتھ ہی دہلی کا
منارہ دیکھ کے قاضی زادہ مارے خوشی کے دلمین کہنے لگا کہ الحمد للہ کہ دہلی دہلی سنتی تھی سو آنکھ سے دیکھا اور مدت
کی آرزو بر آئی اب معلوم نہین کہ یہ ہم خواب دیکھتے ہین یا جاگتے ہین دہلی کا منارہ نظر آیا پھر جب دہلی شہر مین
کشتی پہونچی اور استاد نے کہا کہ اب دہلی شہر کے اندر داخل ہوئے تب مارے خوشی کے قاضی زادہ بے اختیار
ہو کے کہنے لگا کہ بہ بیدار یست یارب یا بخواب است آخر کو اُستاد ایک مکانمین مقام کر کے قاضی زادے کو
ساتھ لیکے بادشاہ کے دربار کے طرف روانہ ہوا اور راہ مین بادشاہی شترخانہ فیل خانہ اصطبل جو ملتا گیا
اسکو بتاتا گیا اور قاضی زادیکو ان سب آثار کے دیکھنے سے بادشاہی دربار کے قریب پہنچنے کا یقین ہوتا گیا

اور دلکو نہایت خوشی اور تسلی حاصل ہوتی گئی یہانتک کے خاص در دولت شاہی پر پہنچے اور اُستاد نے اپنی قدیم
ملاقات اور دوستی کے سبب سے قاضی زادیکو دربانکے سپرد کیا اور کہاکہ بھائی یہ تمھارا بھتیجا ہے جب یہ حاضر ہو
تب اسکو اندر داخل ہونیکی اجازت ملے پھر اُستاد وہانسے قاضی زادے کو ساتھ لئے ہوے دیوان خاص مین
پہونچایا وہان کیا دیکھتے ہین کہ مرصع تخت پر زری زربفت کا جواہرات ٹنکا فرش جھکا جھک بچھا ہے
اور جھکا جھک مسند تکیہ لگا ہے اور سارے ارکان دولت باادب سناٹے کے ساتھ منتظر کھڑے ہین یہ سب
حال دیکھ کے قاضی زادے کے دلمین یقین ہوا کہ یہ بادشاہ کی نشست کا مقام ہے اب کوئیدم مین بادشاہ
کا دیدار نصیب ہوتا ہے آخر کو حضرت ظل سبحانی برآمد ہوے اور سارے مجرائیون کا سلام قبول ہوا اور قاضی
زادہ بھی دیدار اور سلام بادشاہی سے مشرف ہوا اور ایک لحظہ ازخود رفتہ ہوگیا اور نہایت حیرت سے دلمین
کہنے لگا کہ الٰہی یہ قرب ہمکو سچ حاصل ہوا ہے یا ہم خواب دیکھتے ہین غرض جب ہوش و حواس درست ہوا
تب اُستاد نے کہاکہ میان ہمنے یہانتک تمکو پہنچایا اور ایک منزل تمھاری تمام ہوئی مگر تمھارا مقصد دلی فقط دیدار
شاہی سے پورا نہو گا اب تمکو ہم دوسری منزل کی جوبات تعلیم کرتے ہین اُسکو بجالاؤ تاکہ تمھارا دلی مقصد حاصل
ہو اب خبردار اس مقام مین حاضر ہو کے بادشاہ کے چہرے پر ٹک لگائے رہنا اور بادشاہ کے چہرے کو دیکھ کے
بادشاہ کی خوشی اور رنج پہچانا کرنا اور اُس کام کو پہچان رکھنا جس سے بادشاہ کو خوشی یا رنج ہوتا ہے پھر خوشی
اور رنج کی زیادتی اور کمی کے مراتب کو پہچان رکھنا اور بادشاہ کی خوشی کرنیکے سارے کام چھوٹے اور بڑے
خوشی کے کیا کرنا اور رنج دینے کے سارے کام چھوٹے رنج کے ہون یا بڑے رنج کے کسکے پاس نجانا اور
کچا لہسن اور کچی پیاز کھاکے اور کپڑے مین کوئی آلودگی لگاکے دربار مین ہرگز نہ آنا کہین بادشاہ بدبو پاکے یا کپڑے کی
گندگی دیکھ کے بےادب اور بےتمیز جانکے اپنے دربار سے نکلوا دیگا تو پھر کسی کام کے نہ ہوگے اور اپنے
ملک مین پھر جانیکے قابل نہ ہوگے اور آگے سے بھی بڑھ کے ذلیل اور بےعزت ہو جاؤگے پھر دربار کے سارے
ارکان دولت اور بڑے درجے کے لوگ وزیر اعظم سے لیکے بخشی ناظر محرر تک اور چھوٹے درجے کے لوگ
نقیب چوبدار سے لیکے خدمتگار خانسامان باورچی دربان سائیس تک سے ملاقات رکھنا اور سب سے
دوستی اور بھائی چارہ پیدا کرنا اور ایسا سب کو راضی رکھنا کہ وقت پر سب تمھاری سفارش کرین

اور شہر کے سارے رعایا بنئے بقال تیلی تنبولی کو راضی رکھنا اور کسی اعلی اور ادنی سے ایسے چال نہ چلنا کہ
اگر بادشاہ کے حضور مین فریاد کرے نہین تو پھر کسی کام کے نرہوگے اور مقصد دلی کے حاصل ہونیسے محروم رہوگے
اور ساری محنت برباد ہوجاویگی الغرض اس قسم کی بہت سی باتین اُستاد نے قاضی زادیکو سمجھا دین تب قاضی
زادے نے بھی اُستاد کے حکم کو خوب مان لیا اور بادشاہ کے چہرے پر تک لگا کے رہنے لگا کیسنے آکے خبر دی
جہان پناہ حضور کی رتھ کا بیل مر گیا بادشاہ کو تھوڑا سا رنج ہوا اُسوقت کے چہرے کو قاضی زادے نے
پہچان لیا کیسنے خبر دی کہ پیر و مرشد حضور کی سواری کا خاصا گھوڑا فوت ہوگیا بادشاہ کو پہلے رنج سے کچھ تھوڑا سا
زیادہ رنج ہوا اُس رنج کے چہرے کو قاضی زادے نے پہچان لیا پھر کیسنے خبر دی کہ کرامات حضور کے فلانے
بیٹے کا انتقال ہوا بادشاہ کو اُن دونون رنج سے کچھ زیادہ بڑھ کے رنج ہوا اس رنج چہرے کو بھی قاضی
زادے نے پہچان لیا کیسنے خبر دی کہ شاہنشاہ حضور کے وزیر اعظم کا آج انتقال ہوا بادشاہ کو اُن سب
سے بڑا رنج ہوا اُس رنج کے چہرے کو بھی قاضی زادے نے پہچان لیا اب یہ چھوٹا بڑا چار قسم کا رنج ہوا
کیسنے خبر دی کہ جہان پناہ فلانا نامی چور حضور کے اقبال سے آج گرفتار ہوا بادشاہ کو تھوڑی سی
خوشی ہوئی اس خوشی کے چہرے کو قاضی زادے نے پہچان لیا کیسنے خبر دی کہ پیر و مرشد ہزار جوان
لڑکے جو فلانے جنگل اور پہاڑ مین چھپے رہا کرتے تھے اور سوداگرون اور رعایا کو لوٹا مارا کرتے تھے سو
سب آج گرفتار آئے بادشاہ کو کچھ زیادہ خوشی ہوئی اس خوشی کے چہرے کو بھی قاضی زادے نے پہچان لیا
کیسنے خبر دی کہ شہنشاہ سلیمان جاہ آج آپ کے فلانے غنیم کی شکست فاش ہوئی اور فوج جرار
نے اُسکو بھگا کے اسکی سرحد تک پہنچا دیا بادشاہ کو پہلی خوشی سے بہت زیادہ یہ خوشی ہوئی اس
خوشی کے چہرے کو بھی قاضی زادے نے پہچان لیا کیسنے خبر دی کہ صاحب عالم و عالمیان سلامت آج
جو کا فلانا غنیم جسنے حضور کا آدھا ملک دبا لیا تھا اُسکی شکست ہوئی اور وہ قید کر کے حضور مین روانہ
کیا اور اُسکے سارے ملک مین حکام اور صوبہ شاہی بیٹھ گئے بادشاہ کو اُن تینون خوشیون سے
بڑھ چڑھ کے خوشی ہوئی اس خوشی کے چہرے کو بھی قاضی زادے نے پہچان لیا اور نہایت صفائی
لطافت کے ساتھ بادشاہ کے حضور مین حاضر رہا کرتا تھا اور وقت پاکے سارے ارکان دولت کی ملاقات

بھی کرتا تھا اور ہر ایک کو ایسا خوش کیا کہ سب کے سب اسکی حاضر باشی اور خوش مزاجی کے احسانمند ہوکے وقت کے
منتظر رہے کہ وقت پاکے قاضی زادے کے حقمین کلمۂ خیر بولین اور سارے شاگرد پیشون دربان خدمتگار
باورچی سائیس وغیرہ سے ایسا بھائی چارا اور دوستی پیدا کی کہ وے سب بھی اسکے احسان سے نہال ہو
وقت کو تکتے رہے آخر کو ایکروز بادشاہ پوچھہ بیٹھا کہ یہ کون شخص ہے اس نے کبھی کچھ اپنا عرض حال نکیا
یہ سنتی ہی وزیر اعظم نے عرض کی کہ جہان پناہ یہ شخص ملک بنگالے کا قاضی زادہ معافیدار مرد عالم اور دیندار
منتظم اور ہوشیار ہے اس خوبی کا آدمی فدوی نے کبھی دربار شاہی مین ندیکھا وزیر اعظم کا یہ عرض کرنا کہ سارے
ارکان دولت یہی بات بولے پھر جب بادشاہ ہوا کھانیکو سوار ہونے لگے تو سائیس نے رکاب تھام کے عرض کیا
کہ جہان پناہ حضور نے جسکا آج حال پوچھا فدوی تو محض چھوٹا ہے فدوی کیا جانتا ہے مگر ایسا خوبی والا دربار
شاہی مین فدوی کو کبھی نظر نہ پڑا پھر جب سواری در دولت پر جا پہنچی دربان بولا جہان پناہ سلامت
جسکا آج دربار مین چرچا تھا ایسا آدمی کبھی فدوی نے اس دروازے مین داخل ہوتے ندیکھا پھر جب باد
خاصہ نوش فرمانے بیٹھے تب خدمتگار باورچی رکابدار سارے متفق ہوکے بولے کہ کرامات جسکا آج دربار
مین شور ہو رہا ہے اس خوبی اور لیاقت کا آدمی جان نثارون نے کبھی ندیکھا جب بادشاہ سب کی زبانی
قاضی زادیکی صفت اور تعریف سُنی قاضی زادے سے نہایت راضی ہوا اور قاضی زادہ بادشاہ کی نظر میں
مقبول ہوا تب قاضی زادیکو تخلیہ مین بلاکے اسکا سارا حال سُنا اور اُسپر رحم کرکے اور اسکو نہایت منتظم اور
امین دریافت کرکے اس معافی قدیم کو بھی زیادہ کیا اور بنک بنگالے کا صوبہ بھی اُسکے سپرد کیا غرض جب قاضی
زادہ دونون منزل مین پورا اُترا تو اُسکا دلی مقصد حاصل ہوا اور منصب شاہی اُسکے سپرد ہوا اور وہ دشمن
ہوکے قاضی زادیکی بالکل معافی چھوڑ چھاڑ کے خدا جانے کہان بھاگا اب اس مثل سے طریقت والونکے دونون
اختیار کرنے اور چلنے کی راہ اور مرشد پکڑنے کا اور نقشبندیہ طریقہ کا ذکر اور مراقبہ کا بیان کرکے ہم سمجھاتے ہین
وہ یہ ہے کہ سارے مسلمانون کے لئے بطور آدم علیہ السلام کی معافی اور میراث کے بہشت مین حصہ مقرر
شیطان دغا اور فریب سے ایسے عمل کرواتا ہے کہ اس مکان کے قابل نہین رہتا پھر دغا اور فریب
اصل ایمان بھی لینا چاہتا ہے سو اُسکا علاج مرشد کا پکڑنا اور دونون سلوک بطور شائستہ یعنے آ

سنت کے ساتھ پورا طی کرنا ہے اور چھوٹون لطیفونکا الگ الگ ذکر کرنا اور ایک مین ملانا اور حبس دم کے ساتھ نفی اثبات کا
ذکر کرنا اور سلطان الذکر کرنا یہ سب بجائے سفر کے سامان ہلدی دھنیا لہسن پیاز وغیرہ کے ہی اور
تمام عالم کی نفی کا مراقبہ بجائے شہر کے لوگون سے رخصت ہونیکے ہے اور اپنے بدنکی نفی کا مراقبہ بجائے گھر کے
لوگونکے رخصت کرنیکے ہی اور نفی النفی کا مراقبہ بجائے اُس بچے کے رخصت کرنیکے ہی اور نور کے پردون کا
طی کرنا بجائے کشتی کھلجانے اور سفر کرنیکے ہے اور جیساکہ کوئی عمدہ شہر دیکھکے قاضی زادے نے سمجھا تھا کہ یہی دہلی ہی
پھر اُستاد نے سمجھا دیا کہ ابھی دہلی دور ہی ویسا نور کے پردونکی سیر مین جو کبھی ایسا نور نظر پڑتا ہے کہ اسکو مبتدی گمان کرتا ہی
کہ یہ نور ذات بحت کا ہی اور ہمکو مشاہدہ حاصل ہوا پھر مرشد سمجھا دیتا ہے کہ اللہ تعالے لا پاک ہے اس بات سے
اُسکا نور کسیکو نظر پڑے اور نور کے پردونکی سیر کو چھوڑ کے توحید صفاتی مین مشغول ہونا اور دور دراز شہرونکی
سیر کرنا اور وہانکے حالات کا فی الواقعی دریافت ہو جانا بجائے دہلی کی راہ کے دہنے بائین کی بازار اور عجیب و
غریب شہرونکے عجائبات دیکھنے اور تماشا دیکھنے کے ہے اور یہ راہ مشاہدہ سے محروم رہنے یا مشاہدہ حاصل
ہونے مین تاخیر کی موجب ہے اور توحید صفاتی کے معنے قریب ہی نقشبندیہ طریقہ کے اشغال کے بیانمین معلوم
ہونگے انشاء اللہ تعالے پھر نور کے پردونکے طی کرتے کرتے نسبت بیرنگی تک پہنچنا بجائے بادشاہ کے
تخت دیکھنے کے ہے پھر مشاہدہ کا حاصل ہونا بجائے بادشاہ کے دیدار اور ایک منزل تمام ہونے کے ہے
اور حقیقت مین مشاہدہ ایمان تحقیقی ہے پھر جیساکہ وہان اُستاد نے پہلی منزل تمام ہونیکے بعد مقصد دلی
حاصل ہونیکے واسطے دوسری منزل کی بات تعلیم کی تھی ویسا یہان مشاہدہ حاصل ہونیکے بعد دوسرا سلوک
شروع ہوتا ہے اُسکو سلوک ثانی اور سیر فی اللہ اور نہایات کہتے ہین اور حقیقت مین یہ تقوی اختیار کرنا ہے
اور وہان جیساکہ بادشاہ کے چہرے پر ٹک لگاکے بادشاہ کی خوشی اور رنج کو پہچاننے کہا تھا ویسا یہان بھی مشاہدہ
والے مشاہدہ مین غرق ہوکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بموجب انکی پیروی روح اور نفس اور قلب
اور قالب سے کرتے ہین اور حق سبحانہ کی مرضی نامرضی اور خوشی کا کام اور غضب کا کام پہچانتے ہین اور اس مرضی
نامرضی پہچاننے کا بیان قرآن اور حدیث سے نکال کے فقہ مین خوب لکھا گیا ہے وہان جو کچا لہسن پیاز کھا کے
اور گندگی آلودہ کپڑا پہن کے دربار مین جانیسے منع کیا یہان بھی کچی پیاز کچا لہسن کھا کے مسجد مین جانا اور نماز

پڑھنا منع ہی اور حرام کمائی کا کپڑا اپہننا اور مرد کو ریشمی کپڑا اپہننا منع ہے اور نماز کے مکروہ ہونیکا موجب پھر وہان
چار قسم کا چھوٹا بڑا رنج بیان کیا یہان بھی حق سبحانہ تعالیٰ کی ناخوشی کے کام چار قسم ہین مکروہ حرام شرک کفر ایک سے
ایک بڑھکے وہان چھوٹی بڑی چار قسم کی خوشی بیان کیا ہے یہان حق سبحانہ کی خوشی کے کام چار قسم ہین مستحب
سنت موکدہ واجب فرض ایک سے ایک بڑھکے تو حق سبحانہ کو نہ تھوڑا ناخوش کرے نہ بہت نہ مکروہ اور نہ
حرام کے پاس جاوے نہ شرک اور کفر کے اور حق سبحانہ کے خوش کرنیکے واسطے اسکی چھوٹی خوشی کا اور بڑی
خوشی کا سارا کام بجالاوے اور مستحب سنت موکدہ واجب فرض سب کو ادا کرے اور وہان دربار کے
سارے ارکان دولت وزیر اعظم سے لیکے سائیس تک کی ملاقات اور دوستی کو اور سب کو راضی رکھنے کو
کہا یہان بادشاہ حقیقی مالک الملک کے دربار کا بڑا ارکان دولت پانچ وقت کی نماز ہی اسکو ایسا محافظہ کے
ساتھ ادا کرے کہ حق سبحانہ کے دربار مین نماز اسکی شفاعت کرے نماز کو ایذا نہ دے اسکو لنگڑی لولی نکرے کہ حق
سبحانہ کے دربار مین اسکی شکایت کرکے اسکو روسیاہ کراوے مثلاً اسکے کسی ارکان اور شرائط اور واجبون
اور سنتون کو خراب نکرے جماعت کے ہوتے اکیلے نہ پڑھے مسجد کے ہوتے گھر مین نہ پڑھے اور ایطرح سے سارے
فرائض اسلام کو قیاس کرے مثل روزے زکوۃ حج وضو غسل تیمم وغیرہ کے اور اسیطرح سنن اور مستحبات کو
قیاس کرے مثل تہجد اور اشراق اور چاشت اور تلاوت کے اور مثل مسواک اور وضوء کے بعد کی دعا اور اذان
کے بعد کی دعا وغیرہ کے اور وہان جو شہر کے سارے رعایا کو راضی رکھے اور انسے بری چال نہ چلنے کا مضمون
بیان کیا یہان بھی ہر قسم کے مسائل بیع شرا رہن نکاح نفقہ طلاق وغیرہ پر عمل کرے اور کسی مسائل کے خلاف
نکرے جب اسطرحسے سلوک ثانی کو خوبی کے ساتھ تمام کریگا اور سارے عمل صالح اسکے شفیع ہونگے تب حق سبحانہ
کا مقبول اور خاص بندہ بنجاویگا اور اسکو خدمتین سپرد ہونگی اور شیطانکو اسپر زور نہوگا فرمایا اللہ تعالیٰ
نے پندرھوین سپارہ سورہ بنی اسرائیل مین اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ وہ جو میرے بندے
ہین اُنپر نہین تیری حکومت تو اسکی حقیقت یہ ہی کہ مشاہدہ تو ایمان تحقیقی ہوا اور سلوک ثانی تقویٰ اور اتباع سنت
ہوا اور ان دونون چیزونکے حاصل ہونیسے آدمی ولی ہوتا ہے جیساکہ گیارھوین سپارہ سورہ یونس مین ولی کی
شناخت مین اللہ تعالیٰ انے فرمایا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ جو لوگ یقین لائے اور رہے پرہیز کرتے

ہدایات اور نہایات کے بیان سے اور اس مثال سے دونون سلوک کا حال بخوبی سمجھ مین آگیا اب کچھ ذکر کا بیان سنو

بارھوین فصل ذکر کی فضیلت اور ذکر کی تاثیر اور فائدہ اور ذکر کے بعضے طریق اور مشاہدہ کی حقیقت اور اسکے حاصل ہونے نہونے کی شناخت اور اسکے حاصل ہونیکی راہ کے بیان مین

ذکر کی فضیلت مین بہت سی حدیثین وارد ہین اُنمین سے دو ایک اس مقام مین لکھتے ہین مشکوۃ کے باب ذکر اللہ عز وجل والتقریب الیہ کی پہلی فصل مین ابی موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُس نے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَایَذْکُرُ مِثْلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال اُس شخص کی کہ یاد کرتا ہے اپنے رب کو اُس شخص کی کہ نہین یاد کرتا مانند زندے اور مردے کے ہے یعنی جو اللہ کے ذکر اور یاد کرتا ہے اسکی مثال زندہ کی ہے کیونکہ ذکر بمنزلہ حیات کے ہے کہ اُس سے روحانیت کے آثار ظاہر ہوتے ہین روحانیت کے آثار یہ ہین معرفت اور ذوق اور شوق اور محبت اور ظاہر ہے کہ یہ سب آثار زندہ مین ہوتے ہین جسطرح جسمی زندہ مین جسمانیت کے آثار اور افعال مثل کھانے پینے وغیرہ کے ظاہر ہوتے ہین اور جو کوئی ذکر نہین کرتا اُسمین وہ آثار روحانیت کے ظاہر نہین ہین تو وہ زندہ کا ہے کا وہ تو مردے کے مانند ہے۔ **بیت**

زندگانی نتوان گفت حیاتیکہ مراست	زندہ آنست کہ با دوست وصالی دارد

اُس حدیث کو مسلم اور بخاری نے روایت کیا اور اُسی باب کی تیسری فصل مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُس نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالے فرماتا ہے مین اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہون جب مجکو یاد کرتا ہے اور دونون لب اُسکے میرے نام کے ساتھ ہلتے ہین اور اسی حدیث کے بعد روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَا مِنْ شَیْءٍ

اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالُوْا وَلَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ وَلَا اِلَّا اَنْ یَّضْرِبَ بِسَیْفِہٖ حَتّٰی یَنْقَطِعَ
انھون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بیشک آنحضرت فرماتے تھے کہ ہر چیز کیواسطے ایک صیقل ہی
اور صیقل دلونکی ذکر اللہ تعالی کا اور کوئی چیز اللہ کے عذاب سے نجات دینے والی زیادہ نہین ہی اللہ کے ذکر سے
لوگون نے عرض کیا کہ کیا اللہ کی راہ مین جہاد بھی نہین اللہ کے ذکر کی برابری کرتا فرمایا اور نہین اللہ کے ذکر کی
برابری کرتا ہے یہ کام کہ مرد مجاہد اپنی شمشیر سے اسقدر مارے کہ شمشیر ٹوٹ جائے ذکر کی فضیلت اور فائدے کے
بیانمین حدیثین مشبمار ہین بطور نمونہ کے اسقدر لکھا ذکر سے بندے کے پاس اللہ تعالی کا حاضر ہونا اوپر معلوم
ہوچکا اور حدیث سے ثابت ہوا کہ ذکر سے دل کی صیقل ہوتی ہی اور دل صاف ہوتا ہی اب ذکر کی
تاثیر کے بیان کی۔ ایک آیت اور ایک حدیث سنو فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی شانہ نے پچیسوین سپارہ
سورہ زخرف مین وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطَانًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ + وَاِنَّھُمْ لَیَصُدُّوْنَھُمْ
عَنِ السَّبِیْلِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ اور جو کوئی آنکھین چراوے رحمٰن کی یاد سے ہم اسپر تعین کریں
ایک شیطان پھر وہ رہے اُس کا ساتھی اور وہ انکو روکتے ہین راہ سے اور یہ سمجھتے ہین کہ ہم راہ پر ہین اور
مشکوٰۃ مصابیح مین باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ کی تیسری فصل مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت ہی اُس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلشَّیْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ
اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ شیطان بیٹھنے والا اور لپٹنے والا ہی آدمی کے دل پر
سو جب آدمی ذکر کرتا ہی اللہ کا تب شیطان پیچھے جاتا ہے اور جدا ہوجاتا ہے اور جب اللہ کے ذکر سے غافل
اور بےخبر ہوتا ہے تب وسواس لاتا ہے انتہی سو جو لوگ سلوک الی اللہ یعنی اللہ کی راہ مین چلنے کا ارادہ کرتے
ہین اُنکے واسطے اللہ کے ذکر کا اختیار کرنا ضرور ہے اور ذکر دو قسم ہے ذکر لسانی یعنی اللہ کو زبان سے یاد کرنا اور
ذکر قلبی یعنی اللہ کو دل سے یاد کرنا اور اسکو مراقبہ کہتے ہین سو دونون قسم کے ذکر سے اللہ کی راہ ملتی ہی اور ذکر کے
طریقونکا کچھ حد مقرر نہین ہی جسطرح سے ذکر کریگا اللہ کی راہ پاویگا اور ذکر مین جو ضرب مقرر کی ہے اور اللہ کے نام کو
سختی کے ساتھ نکالنا مقرر کیا ہے اور ذکر کے مکان مثل چھون لطیفے وغیرہ عضو کے نگاہ رکھنے کو جو مقرر کیا ہی تو اسمین
یہ حکمت ہی کہ آدمی کی خلقت اسطور پر پیدا ہوئی ہے کہ وہ چھونکی طرف متوجہ رہتا ہی یعنی پچھم پورب اُتر دکھن

نیچے اوپر یا گوناگون دیکھتا رہتا ہے اور آوازونکی طرف کان لگاکے سُننے پر متوجہ رہتا ہے اور اُسکے جیمین باتین اور خیالات گھوما کرتے ہین سو طریقت کے مجتہدون نے ذکر کے ان مذکور وضعونکو مقرر کیا ہے اپنے تئین اپنی ذات کے سوائے دوسرے کیطرف متوجہ ہونیسے روکنے کیواسطے تاکہ ذکر کے وقت اپنے ذکر کے مکانکے سوائے ذاکر دوسرے کیسی طرف متوجہ نہو اور انواع اقسام کے خیالات اور وسواس جو دلمین باہر سے آیا کرتے ہین اُنکے روکنے کیواسطے اور یہ بات صاف ظاہر ہے کہ جب ذاکر ذکر مین مشغول ہوگا اور لطیفونکے ذکر دریافت کرنیمین یا حبس دم کے ساتھ نفی اثبات کی ذکر کے کھینچنے اور ضرب کرنے اور طاق عدد کے نگاہ رکھنے مین یا زانو اور قلب وغیرہ مین ذکر کے ضرب کرنیمین مشغول ہوگا تب دوسرا خیال کہانسے آویگا سو یہ وضع اور طریقہ اسواسطے مقرر کیا ہے تاکہ آہستہ آہستہ بتدریج اپنی ذات کیطرف متوجہ رہنے کو بھی چھوڑ کے اللہ تعالیٰ کیطرف متوجہ رہنے کے کوٹھی پر چڑھ جاوے یعنی جب سیکڑون آوازون اور ساری جہتون اور انواع اقسام کے خیالات کو چھوڑ کے فقط ایک اپنی ذات کیطرف متوجہ رہنے کا ڈھب آگیا تب آہستہ آہستہ اسکو بھی چھوڑ کے فقط اللہ تعالیٰ کیطرف متوجہ ہونا حاصل معلوم ہوگا یہ مضمون قول الجمیل کا ہے اور مقدمہ مین جو تفسیر فتح العزیز سے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کی تفسیر مین لکھا ہے اسکے موافق جو شخص زبان یا دل یا جوارح سے ذکر کریگا اور اپنی معاش کے کام مین مشغول رہیگا سو ذاکرمین داخل ہوگا اور شیطانکے وسواس سے محفوظ رہیگا سبحان اللہ دین مین کیا آسانی ہے اب اس صورتمین سارے مسلمان جو حکم کو بجا لاتے ہین اور منہیات سے باز رہتے ہین سو سب ذاکر ٹھہرے اور شرع کے خلاف فاسق اور بدعتی غافل ٹھہرے اگرچہ ذاکر کسی فکر اور شغل مین مشغول ہون فائدہ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ وغیرہ اشغال سے یہی غرض ہوتی ہے کہ وہی ملکہ جسکو نسبت اور بصیرت اور سکینہ کہتے ہین حاصل ہو جاوے اور وہ ملکہ مشاہدہ تک پہنچاوے تو بس اُن اشغال مین برابر لگا رہے اور ہمیشہ اُنمین غرق رہے تاکہ اُسکے سبب سے نفس ناطقہ اب پکا ملکہ حاصل کرے غرض جس شغل کو اختیار کرے اُسکو ترک نکرے اُسمین برابر ہمیشہ لگا رہے اور اُسمین غرق رہے بلاشبہہ سکینہ اور مشاہدہ حاصل ہوگا کیونکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ تَعَالىٰ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ نہین بیٹھتے ہین کوئی گروہ اور جماعت اللہ تعالیٰ کی ذکر کرنے کو

مگر گھیر لیتے ہین انکو اور انکے گرد گرد پھرتے ہین فرشتے اور چھپا لیتی ہی انکو اللہ کی رحمت اور اُترتی ہی انپر سکینہ یعنی آرام باطن کا اور اطمینان اور تسلی دلکی کہ اسکے سبب سے شہوات دنیا کی خواہش اور اللہ کے سوا کا خوف دل سے نکل جاتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل ہوتی ہی اور صفات نورانیت کی ظاہر ہوتی ہی اور سکینہ ایک چیز ہے مخلوقات الٰہی سے اُسمین طمانیت یعنی چین اور آرام اور رحمت ہی اور اسکے ساتھ فرشتے ہین اور کبھی ایک ابر کی صورتمین اُترتی ہی اسوقت مین نورانیت اور آرام اور حضور قلب اور خاطر جمعی اور عبادتمین لذت جو حاصل ہوتی ہی سو سکینہ کا اثر ہے اور یاد کرتا ہی انکو اللہ تعالیٰ ان لوگونمین جو اسکے پاس ہین یعنی حق تعالیٰ اپنے حضور کے مقرب فرشتونمین انکی خوبی بیان کرتا ہی اور فخر کرتا ہے اور فرشتے لوگ جو دعوی کرتے تھے کہ ہم لوگ تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہین اور آدمی لوگ خون اور فساد کرینگے سو ان لوگون پر آدمی کی فضیلت اور کرامت ظاہر کرتا ہے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے یہ حدیث مشکوۃ کے باب ذکر اللہ عز وجل والتقرب الیہ کی پہلی فصل مین ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہی اس حدیث کا ترجمہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ سے لکھا **فائدہ** اب ایک مضمون بڑے کام کا سنو وہ یہ ہے کہ اوپر جو ہمنے مراقبہ کا بیان لکھا ہے اُسطرح جو مراقبہ کرتا رہے خود بخود وہ سبحانہ اپنی طرف کھینچ لیگا اور حضوری اور مشاہدہ حاصل ہوگا اور مشاہدہ کی لذت اور مزہ کو دوسرا کسیکو سمجھا نہین سکتا اور یہ بات ظاہر ہے جسطرح کسی شخص نے کبھی نمک یا شکر یا دودھ نہ چکھا ہو اُسکو کوئی شخص دلیل اور تقریر سے ان چیزونکا مزہ سمجھا نہین سکتا مگر چکھنے والا آپ خوب سمجھتا ہے اگرچہ تقریر نکر سکے یا اندھا آدمی اپنے آمنے سامنے کے آدمی سے جب بات کرتا ہی تب اسکو آدمی کے موجود اور مخاطب اور سامنے ہونیکا یقین دلمین خوب مضبوط ہوتا ہے اگرچہ دلیل اور تقریر سے دوسرے کو سمجھا نہین سکتا اور جب مومن کو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے بولتے وقت اس اندھے کا سا یقین ہو تب بھی کفایت ہی بلکہ یہی مشاہدہ ہی اور جبتک ایسا بھی نہو تب تک جانے کہ ابھی مجکو مشاہدہ نہین حاصل ہوا اور سمجھانے کیواسطے یہ مثال لکھا باقی جب مشاہدہ حاصل ہوگا تب اس سے زیادہ لذت پاویگا غرض یہ کہ زیادہ بکھیڑا نکرے اور شک شبہہ کے پاس نجاوے بلکہ جیسا قدیم سے سنتا آیا ہے کہ وہ سبحانہ بیچون اور بیچگون اور بے شبہہ اور بے نمون اور بیمثل ہی اور رنگ روپ صورت شکل جہت سب سے پاک ہے اور اُسکی ذات کے بھید کو عقل دریافت نہین کرسکتی اور خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کے سوا کسیکی آنکھ دنیا کی زندگی مین اُسکو دیکھ نہین سکتی ویسا ہی صرف اُس ذات بحت کا جو اللہ کی لفظ کا مفہوم ہے مراقبہ کرتا رہے جسکو ہر ایک شخص اللہ کی لفظ سے سمجھ جاتا ہے۔

اور جیساکہ اُس سبحانہ کی توحید ہر مومن کی سمجھ مین بغیر دلیل کے آگئی ہو اور اسکی توحید کا ذوق دلکو حاصل ہو یعنی اگرچہ اسکی توحید کی دلیلین بیشمار ہین مگر مومن انکا محتاج نہین اور روز میثاق کے اقرار اور سوال جوابکی لذت مین ڈوبا ہے جیساکہ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے صادق عاشقونکی حال کے بیان مین فرمایا ہے بیت

الست از ازل ہمچنان شان بگوش ۔۔۔ بفریاد قالوا بلیٰ در خروش

یعنے اللہ کے سچے عاشقونکا یہ حال ہے کہ قول قرار اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا ازل کے روز سے آجتک ویسا ہی انکے تئین دلکے کانمین باقی ہے اور ابتک قالوا بلیٰ کی فریاد کے ساتھ چلاتے ہین ویسا ہی حال مشاہدہ کا ہے

خلاصہ یہ کہ حق جل وعلی کی ذات پاک کا خاصہ ہے کہ اپنے یاد کرنیوالے کیطرف نزول فرماتا ہے اور دنو اور تدلی فرماتا ہے یعنی خوب نزدیک ہوتا ہے اور اسکے مدرکے کو پر کرتا ہے کہ پھر دوسری چیز کی جگہ باقی نہین رہتی اور باطنی لطیفون یعنی قلب روح عقل وغیرہ پر غالب ہوتا ہے اور انکو اپنے قابو مین کرلیتا ہے یعنی اسکے باطن مین اللہ کا نور چھا جاتا ہے اور اسکو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے اور اس تدلی واقعی اور حقیقی کے سبب سے اللہ تعالی آدمی کی روح کی روح کا حکم پکڑتا ہے اور جو علاقہ کہ روح کو بدنکے ساتھ ہے وہی علاقہ اس تدلی کو روح کے ساتھ ہوتا ہے اور روح اُسکو پاس ہونیکو پہچانتی ہے جسطرح سے نفس اور قالب روح کو پہچانتا ہے باوجودیکہ سامعہ باصرہ شامہ ذائقہ لامسہ سے روح محسوس نہین ہوتی یعنی روح کو کوئی نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ سونگھتا ہے نہ چکھتا نہ ٹٹولتا ہے مگر اپنی روح کے قرب اور معیت اور موجود اور حاضر ہونے کا یقین اور اسکی دلی محبت ہر کسیکو حاصل ہے بس اسیطرح سے روح اللہ تعالی کو پہچانتی ہے غرض مراقبہ اصل ہے اسکو لازم کرے اور اس سے غافل نہو اور جیساکہ پانچوین فصل مین بیان کیا ہے ویسا ہی اپنے حال مین غور کرتا رہے یہ سب تقریر جو اس خاکسار نے طرح طرح سے بیان کیا ہے سو فائدہ سے خالی نہین انمین غور کرنیسے مشاہدہ کی حقیقت البتہ سمجھ مین آجاوے گی اور مشاہدہ حاصل ہونیکی راہ نمود ہوگی انشاء اللہ تعالی **فائدہ** قول الجمیل مین شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اب کوئی یہ خیال نکرے کہ بغیر ان اشغال مذکورہ کے یہ نسبت حاصل نہین ہوتی بلکہ یون جاننا چاہیے کہ یہ اشغال بھی اُس نسبت کے حاصل کرنیکے طریقون مین سے ایک طریقہ ہے اس نسبت کا حاصل ہونا ان اشغال مین منحصر اور موقوف نہین ہے بلکہ اُسکے حاصل ہونیکی اور بھی راہ ہے صحابہ اور تابعین اس نسبت اور سکینہ کو ایک اور

راہ سے حاصل کرتے تھے صحابہ اور تابعین کے سلوک کا طریقہ یہ ہے کہ جماعت کی نماز کے سوا نفل نمازون اور تسبیحات مین خلوت اور اکیلے مکانین ہمیشہ مشغول رہتے تھے خشوع اور فروتنی اور عاجزی اور حضوری کی شرطونکی محافظت کے ساتھ اور حضوری اور دوبدو اور آمنے سامنے کا بیان قریب ہی ہو چکا غرض صحابہ اور تابعین سے حضوری کی شرط خوب ادا ہوتی تھے اور وے حضرات ہمیشہ باطہارت رہتے تھے اور ساری لذتونکی مٹانیوالی چیز جو موت ہے اسکو ہمیشہ یاد رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فرمانبردارونکے واسطے ثواب اور اپنے نافرمانبردارونکے واسطے عذاب مقرر کیا ہے اسکو ہمیشہ یاد رکھتے تھے تب ظاہری لذتون سے انکو جدائی حاصل ہوتی تھی اور انکے دلسے اُن لذتونکا شوق اُٹھ جاتا تھا اور ہمیشہ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے تھے اور اسمین غور کرتے تھے اور وعظ کرنیوالے کا کلام سُنا کرتے تھے اور جس حدیث سے دل نرم ہوتا ہے اُسکو سنا کرتے تھے غرض ان چیزونمین ہمیشہ برابر بہت مدت تک مشغول رہتے تھے تب انکو اللہ سے ایک علاقہ خاص کا ملکہ مضبوط اور ہیئت نفسانیہ یعنے نسبت اور بصیرت اور سکینہ اور نور حاصل ہوتا تھا تب اپنی باقی عمر بھر اسکی محافظت کرتے تھے اور اس نسبت کے حاصل ہونے کیواسطے محنت اور کوشش کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور میراث کے ہمارے مشایخ کے طریق مین ہوتا ہوا چلا آیا ہے اسمین کچھ شک نہین ہے اگرچہ اس نسبت کے رنگ اور اُسکے حاصل کرنیکے طریقے مختلف ہین یہانتک قول الجمیل کا مضمون ہے جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو اب اس نسبت کے حاصل ہونے کیواسطے اشغال مذکورہ کے ساتھ یا صحابہ اور تابعین کے طور مذکور کے ساتھ محنت اور کوشش کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع مین داخل ہے **فائدہ** ایک طریقہ ذکر کا سارے مشایخ کے طریقہ کے موافق عوارف کے پچاسوین باب کے مضمونکا خلاصہ کرکے لکھتے ہین وہ یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد جس مقام مین نماز پڑھی ہو اسیمقام مین قبلہ رخ بیٹھا رہے اور اگر وہانسے ہٹکر ایک گوشہ مین بیٹھنے مین اُسکے دین کا فائدہ ہو تو وہانسے ہٹکے ایک گوشہ مین بیٹھے تاکہ کسی سے بات نکرنا پڑے اور کسی طرف دیکھنا نہ پڑے کیونکہ اسوقت مین چین سے چپ چاپ بیٹھنے اور بات نکرنیمین صاف صاف کھلا کھلا اثر ہے اور اس اثر کو اہل معاملہ اور اہل دل لوگ دریافت کرتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی عوارف مین اسکے بعد قرآن شریف کی جابجا کی کئی آیتین متفرق لکھی ہین کہ انکو پڑھے بعد اسکے سبحان اللہ الحمد للہ لا الٰہ

لکھا ہے سو چونکہ اُن آیتونکا پڑھنا ضروری نہین ہے اور ہر شخص کو اُنکا یاد کرنا میسر نہین اور اصل غرض اسوقت مین تلاوت اور اللہ کے ذکر سے ہے سو ہم لکھتے ہین پھر اپنے نماز کے مقام پر یا گوشہ مین جہان موقع ہو قبلہ رخ بیٹھ کے پڑھے سبحان اللہ تینتیس بار الحمد للہ تینتیس بار اللہ اکبر تینتیس بار اور ایکبار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کہکے پورا سو تمام کرے بعد اسکے قرآن مجید کی تلاوت مین حفظ یا مصحف دیکھ کے یا جسطرحکا ذکر ہو اسمین مشغول رہے بغیر خلل اور قصور اور نیند کے کیونکہ اسوقت مین نیند مکروہ ہی یقینی اور اگر نیند غالب ہو تو اپنے مصلے پر قبلہ رخ کھڑا ہو جاوے پھر اگر اسمین بھی نیند نجاوے تو چند قدم قبلہ طرف چلے اور اسیطرح سے قبلہ طرف منھ کئے ہوے چند قدم پیچھے کو ہٹے کیونکہ اسوقت مین برابر قبلہ رخ رہنے مین اور بات نکرنے مین اور نہ سونے مین اور برابر ذکر کرنے مین بڑا اثر ہے اور بڑی برکت ہی صاحب عوارف لکھتے ہین کہ ہمنے الحمد للہ کا یہ اثر اور برکت پایا ہے اور اللہ کے طالبونکو ہم اسکی وصیت کرتے ہین اور اسبات کا اثر جو شخص کہ ذکر قلبی اور لسانی کو اسوقت مین اکٹھا کرتا ہے سب کے واسطے بہت ملتا ہے اور خوب ظاہر ہوتا ہے یہ خاکسار اسوقت مین تسبیح مذکور کے بعد کچھ مسنون دعائین اور چارون قل پڑھ کے نقشبندیہ طریقہ کا شغل کرتا ہے پھر آفتاب طلوع ہونیکے قریب مسبعات عشر پڑھتا ہے اسمین ذکر قلبی اور لسانی اکٹھا ہو جاتی ہے اور یہ وقت چونکہ دنکا شروع ہے اور دن جو ہے سو اسمین آفتونکا مظنہ اور گمان رہتا ہے سو جب دن کے شروع کو ان باتونکی رعایت کر کے درست اور مضبوط کیا تو دنکی بنیون درست اور مضبوط کیا اور دنکے سارے اوقات اسی بنیونپر درست ہو جاوینگے اور جب آفتاب طلوع ہونیکے قریب ہو تب مسبعات عشر پڑھنا شروع کرے اور مسبعات عشر خضر علیہ السلام کی تعلیم سے ہے کہ اُنھون نے ابراہیم تیمی کو جو علمائے تابعین مین سے تھے سکھلایا تھا اور حضرت خضر نے ذکر کیا کہ مین نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا اور جو شخص کہ اسکو ہمیشہ پڑھا کرتا ہے تو وہ شخص جو اور سب دعاؤن اور ذکرونمین فائدے متفرق ہین سبکو اسی مسبعات عشر مین پاتا ہے اور مسبعات عشر دس چیزین ہین کہ اُنکو سات سات مرتبہ پڑھنا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے سورۂ فاتحہ سات مرتبہ قل اعوذ برب الفلق سات مرتبہ قل اعوذ برب الناس سات مرتبہ قل ہو اللہ احد سات مرتبہ قل یا ایہا الکافرون سات مرتبہ آیۃ الکرسی سات مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

سات مرتبہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ سات مرتبہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ سات مرتبہ ترجمہ یا اللہ بخش تو مجھکو اور میرے باپ مان کو اور مومن مردون اور عورتون کو
اَللّٰھُمَّ افْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ
بِنَا یَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَہٗ اَھْلٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ جَوَادٌ کَرِیْمٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ سات مرتبہ ترجمہ
یا اللہ کر تو میرے ساتھ اور میرے باپ مان اور مومن مردون اور عورتونکے ساتھ جلدمین اور دیری مین
دین مین اور دنیا مین اور آخرت مین وہ چیز جسکے لائق تو ہے اور مت کر ہمارے ساتھ اے ہمارے صاحب
وہ چیز جسکے لائق ہم ہین بیشک تو بخشنے والا بردباشت والا بڑا دینے والا کرم کرنے والا نیکی کرنے والا مہربانی
کرنے والا نہایت رحم کرنیوالا ہے روایت کیا گیا ہے کہ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے
سیکھنے کے بعد جب مسبعات عشر پڑھا تب خواب مین دیکھا کہ وہ جنت مین گیا اور فرشتون اور نبیونکو دیکھا
اور جنت کا کھانا کھایا اور نقل ہے کہ انھنے چار مہینے تک کچھ نہ کھایا لوگون نے کہا ہے کہ اس کھانے کا سبب شاید
یہی ہو کہ اسنے جنت کا کھانا کھایا پھر جب فراغت ہو مسبعات عشر سے تب سبحان اللہ اور استغفر اللہ
کہنے اور تلاوت کرنے مین مشغول ہے یہانتک کہ ایک نیزے برابر آفتاب اُٹھے تب دو رکعت نماز پڑھے
اس جگہ سے اُٹھنے کے پہلے باقی پانچون وقت کی دعا اور تسبیح جو عوارف مین ہے سو اگر اللہ تعالیٰ توفیق
دیگا تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر کسی رسالہ مین جدا لکھین گے صبح شام کے ذکر پر بیان کفایت کرتے ہین پھر جب
دن آخر ہونے لگے تب رات کے استقبال کیواسطے وضو طہارت مین مستعد ہو جاوے اور غروب کے
قبل مسبعات عشر پڑھے اور تسبیح اور استغفار پڑھتا رہے اور ایسے وقت مین پڑھنا شروع
کرے کہ مسبعات عشر پڑھ کے تسبیح استغفار مین مشغول ہو اور ابھی آفتاب باقی رہے اور غروب
ہونیکے وقت والشمس اور واللیل اور معوذتین بھی پڑھے اور جسطرح جسے اللہ کے ذکر کے ساتھ دنکا استقبال
کیا تھا ویسا راتکا استقبال کرے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان مین وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ
خِلْفَۃً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ اَوْ اَرَادَ شُکُوْرًا ۱ اور وہی ہے جسنے بنائی رات اور دن بدلتے
اسکے واسطے جو چاہے دھیان رکھنے یا چاہے شکر کرنے سو جسطرح سے رات دن کے پیچھے آتی ہے اور دن رات کے پیچھے

اُسیطرحسے بندیکو لائق ہےکہ ذکراور شکر مین رات کو دن کرے اور دنکو رات اور جو چیز کہ دنکو فوت ہوئی ہے اسکا بدلا رات مین ادا کرے اور جو چیز کہ راتکو فوت ہوئی اُسکا بدلا دنمین ادا کرے اور دنونکے درمیان نیک عمل کرنیسے خلل نہ ڈالے جیساکہ رات دنکے درمیان مین کوئی چیز خلل نہین ڈالتی اور جتنا ذکر ہے سارا اعمال قلب ہے اور شکر اعمال جوارح ہے تو دل سے ذکر مین مشغول ہووے اور ہاتھ پانؤن وغیرہ عضوسے نیک کام کرے شکر گذاری کیواسطے اور جو کچھ ہو سکے ہر روز صدقہ کرے اگرچہ ایک ہی خرمایا ایک ہی لقمہ ہو کیونکہ نیک نیت سے تھوڑا صدقہ بہت ہوتا ہے اور اس ہر روز کے صدقے کو نہ چھوڑے یہ سب مضمون عوارف کے پچاسوین باب کا ہے اب بطور نمونہ کے حضرات صوفیہ کے طریقونمین سے طریقہ نقشبندیہ کا شغل ہم لکھتے ہین باقی جسکو شوق ہو وہ رفیق السالکین اور صراط المستقیم سے دوسرے اشغال کا طریقہ دریافت کرے صحابہ اور تابعین کے اشغال اور مسبحات عشر کی سند چونکہ حدیثونسے نکلتی ہے اسواسطے اسکو پہلے لکھا اور شاہد کی حقیقت تو بخوبی اوپر قریب ہی لکھ چکے مگر زیادہ تصریح کیواسطے انہین اشغال کے ساتھ مشاہدہ کا مضمون رفیق السالکین مین جو لکھا تھا اسکو بھی لکھ دیتے ہین

نقشبندیہ طریقہ کے اشغال کا بیان

چھ لطیفے جو آدمی مین ہین اُسکے مقام کو معلوم کرنا چاہیے کہ کس لطیفہ کا کہان مقام ہے سو ان لطیفونکا بیان سنو پہلا لطیفہ قلب مقام اُسکا بائین چھاتی کے نیچے دوسرا لطیفہ روح مقام اُسکا داہنی چھاتی کے نیچے تیسرا لطیفہ سر مقام اسکا دونون چھاتی کے درمیان مین کہ بیچون بیچ چھاتی کے ہے جسکو ہندی مین دھکدھگی کہتے ہین چوتھا لطیفہ نفس مقام اسکا عین ناف ہے پانچوان لطیفہ خفی مقام اُسکا پیشانی مین ہے جہانپر سر کا بال تمام ہوا ہے اور پیشانی اُس جگہ سے شروع ہے اور سجدہ کرنے کے سببسے اسی جگہ پر نشان ہوتا ہے چھٹا لطیفہ اخفی مقام اُسکا تالو ہے سر کے اگلے طرف جس جگہ پر لڑکونکے سر مین جنبش معلوم ہوتی ہے فائدہ ان چھ لطیفونکو اسی ترتیب مذکور کے ساتھ اسم ذات یعنی لفظ اللہ کے ذکر سے بخوبی ذاکر کرنا چاہیے اس طور پر کہ انکا ذکر اپنے تئین معلوم ہو اور تلقین کرنے والا کہ اُسنے اپنے لطیفونمین اس ذکر کو جاری

کیا ہے اپنے دل کے بڑے قصد سے طالب کے لطیفون مین اس ذکر کے ڈالنے کا ارادہ کرے اور ایسا تمین دعا اور
التجا کر کے محض اللہ کے فضل سے مدد چاہے اور اپنے دل کے قصد کی قوت سے توجہ کرے اور توجہ کا پورا پورا بیان
ساتوین فصل مین معلوم ہوا اور اُسکی توجہ کا ادنےٰ اثر یہ ہے کہ طالب کے لطیفہ مین نبض کی سی جنبش معلوم ہوگی
ایسی نہین کہ ہاتھ رکھنے سے معلوم ہو بلکہ اس طور پر کہ جب طالب اپنے لطیفہ کی طرف نگاہ کرے یعنی خیال
کرے تو اُسکو معلوم ہو جاوے بلکہ آگے کو یہ حال ہوگا کہ دوسرے کام مین مشغول ہونیکی حالت مین وہ لطیفہ
آدمی کو اپنی طرف متوجہ کرے گا اور اُسکو نچوڑے گا کہ لطیفونکی طرف سے بالکل غافل ہوجاوے تو جب وہ جنبش
معلوم ہو تو سمجھے کہ لطیفہ اللہ کے پاک نام کا ذکر کرتا ہے اور اس جنبش کے ساتھ اللہ اللہ کہتا ہے اور طالب اس
ذکر کیحالتمین جس پاک نام کا ذکر کرتا ہے اُس نام والے کی دلی محبت اور حضوری پیدا کرے پس ان لطیفون سے
جُدا جُدا ذکر مشق کر کے پھر سب لطیفونسے یکبارگی ذکر کرے کہ ایک ہی وقتمین اُن سب کا ذکر معلوم ہونے لگے
اور ان لطیفون کے ذکر کو خوب مضبوط اور پکا کرے اور اس ذکر کی مضبوطی کا ادنی مرتبہ وہ ہے کہ جب چاہے
تب اس ذکر مین مشغول ہو سکے اور تلقین کرنیوالا اگر اس سے زیادہ مضبوط کرنا فرماوے تو اُسکا حکم مانے یعنی ابھی
خوب زیادہ اس ذکر کو مضبوط کرے اور باقی ہر لطیفونکے واسطے جو جُدا جُدا نور مقرر ہے سو اُسکے بیان کی ابھی
احتیاج نہین ہے بلکہ منزل پر چلنے مین ہو دیر ہوتی ہے جب نور کے پردونکے مقام مین پہنچے گا تب بے محنت
جس لطیفہ مین جس رنگ کا نور چاہے گا دیکھ سکے گا غرض بہتر یہی ہے کہ چھوٹے درجونسے کہ مثل الف بے کے
ہین بقدر حاجت کے مشق کر کے وقت کو غنیمت جانکے جلدی جلدی گذر جاوین اور بڑے بڑے مقامون
پر اپنی طاقت اور لیاقت کے موافق اور روح کے آسودہ ہونیکے لائق ٹھہرین وہ بڑے مقام سلطان الذکر کے
بعد ہین فائدہ پھر اُن چھہ لطیفونکے ذکر کے بعد حبس دم کے ساتھ نفی اور اثبات کرے نفی معنی نیست سمجھنا اور
اثبات معنی موجود سمجھنا تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مین چونکہ اللہ کے سوائے سبکو نیست اور فانی سمجھنا اور اللہ کو موجود
اور باقی سمجھنا ہوتا ہے اسواسطے اس ذکر کو نفی اور اثبات بولتے ہین سو حبس دم کے ساتھ نفی اور اثبات کا
یہ طریق ہے کہ ادب کے ساتھ قبلہ کیطرف منہ کر کے دو زانو بیٹھ کے اپنے دم کو بند کر کے اور زبانکو تالو مین لپٹا کے
لا کو لطیفہ نفس سے کھینچے اور لطیفہ سر پر تھوڑا سا ٹھہر کے لطیفہ خفی پر پہنچے وہان بھی تھوڑا سا ٹھہر کے لطیفہ اخفی پر

حاصل کلام کا یہ ہے کہ لا کا کھینچنا لطیفہ نفس سے لطیفہ اخفیٰ تک حرکت خیالی ہے کہ فقط خیال سے کھینچنا ہوتا ہے پہنچے
اور اس کھینچنے مین لطیفہ سر اور خفی کو فقط لحاظ کرنا ہوتا ہے کہ فلانے مقام تک پہنچے جسمین وہ مقام بھی یاد رہین یادہ
ٹھہرنیکا کام نہین بلکہ اُن مقام سے جلدی بجاگنا ہوتا ہے پس لا کو اخفیٰ تک پہنچا کے الہ کو اخفیٰ سے کھینچ کے لطیفہ
روح کی طرف متوجہ ہو کے الا اللہ کو لطیفہ روح سے کھینچ کے قلب مین ضرب کرے یعنی خیال سے قلب مین
مارے اور یہ کھینچنا اور ضرب کرنا فقط خیال سے ہوتا ہے اسمین کسی عضو پر یہان تک کہ سر اور منھ اور زبان
اور ہونٹھ پر ظاہر مین بالکل جنبش نہوے اور اس ذکر کو طاق عدد سے کرے مثلاً ایکبار یا تین یا پانچ بار وعلیٰ
ہذا القیاس ایکبار ذکر کر کے سانس لیوے پھر جب دم ستا لیوی اور قرار پکڑے تب دوسری بار کرے اور جب
حبس دم کی زیادہ برداشت ہو تب ذکر کے عدد مین زیادتی کرے ادنے مرتبہ زیادتی کا اکیس بار ہے جب اکیس
بار تک پہنچے گا اور ہمیشہ اُسکی مشق کریگا تب ایک نشست مین سیکڑون بار کر سکے گا اس ذکر سے اُسکے
لطیفون مین البتہ گرمی اور صفائی ظاہر ہوگی اور اس ذکر سے ایسا معلوم کرے گا کہ ایک شعلہ جوالہ ہے کہ اُسنے اُسکے
تمام لطیفونکو گھیر کے آگ کے خط کیطرح وہ شعلہ دراز ہوا ہے شعلہ جوالہ کہتے ہین اسکو کہ لکڑی کے ایک سرے مین
آگ لگا کے اُسکو گھمانے سے آگ کے حلقہ کی صورت معلوم ہوتی ہی اور بیچ مین خالی اسیطرح سے اسکے سب لطیفونکے
گرداگرد آگ کا خط گھیر لیگا **فائدہ** بعد مشق کرنے نفی اور اثبات کے سلطان الذکر کرے اُسکا بیان یون
ہے کہ انسان کے ہر جزو یعنے ہر ٹکڑے کے تئین ایک وحدت یعنے اکیلا پن ثابت ہے کہ ہر ٹکڑے علٰحدہ علٰحدہ
ہین اور اُسکی وحدت کی نشانی یہ ہے کہ پہچان کیواسطے ہر ایک کا نام جدا جدا مقرر ہے اسیواسطے ہر ایک
کیواسطے ایک زبان بھی مقرر ہے اور بموجب فرمانے حضرت حق تبارک وتعالیٰ کے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ
بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اور کوئی چیز نہین جو نہین پڑھتی خوبیان اُسکی لیکن تم نہین سمجھتے انکا
پڑھنا وہ سب ٹکڑے انسانکے ذکر الٰہی کرتے ہین ولیکن انسان کی دریافت مین نہین آتا سو سلطان الذکر
کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے سارے ٹکڑے کی ذکر کو ایک طور کی دریافت سے معلوم کرے اور اسکے ذکر پر خبردار ہو
اُسکی راہ یہ ہے کہ اپنے تمام بدنکی سب جگہ کو چھ لطیفونکی طرح جبر سمجھے اور یہ بات ظاہر ہے کہ آدمی کی نظر مین
چھوٹے لطیفے اور تمام بدن برابر ہے جب لطیفونکے مقام سے ذکر کو پہچانا اور اُسکی کیفیت پر اطلاع پائی پس اُسی

طور سے تمام بدن سے ذکر کرے اور تلقین کرنیوالے کو چاہیے کہ آپ سلطان الذکر کرے جسطرح طالب کے لطیفونپر د
ذکر ڈالنے کا مذکور اوپر ہو چکا اُسیطرح سے اس ذکر کو بھی طالب کے تمام بدنمین ڈالنے کا قصد کرے اُسکا اثر یہ ہے کہ خو
کبھی تمام بدنمین جنبش ظاہر ہوگی یہانتک کہ اُسکا ہاتھ اور پانون یا دوسرے عضو اُسکے بغیر ارادے کے اپنی جگہ سے
ہلجاوینگے اور کبھی رعشہ کی سی حرکت ظاہر ہوتی ہی اور کبھی دان بھرنے کے طور پر معلوم کرتا ہے یا ایسا
معلوم کرتا ہے کہ اسکے تمام بدنپر چیونٹیان رینگتی ہین اور ٹھنڈک اور ہلکاپن اُسکے تمام بدنمین معلوم ہو
اور کبھی اسقدر ٹھنڈک ذاکر کے بدنمین سماتی ہی کہ سخت گرمیکے وقت مین اُسکو سردی معلوم ہوتی ہی اور ایسی
ہلکا ہو جاتا ہے کہ گویا اسکے بدنسے آلایش کو دور کیا ہے جیسے کسی شخص نے کیسہ کرکے حمام مین غسل کیا ہ
لیکن ظاہری غسل مین یہ ہلکاپن صرف اسکے چمڑے پر معلوم ہوتا ہے اور سلطان الذکر مین اندر سے صفا
معلوم ہوتی ہے اور خرق عادت یعنے کرامت کے قسم سے ہے کہ جسطرح کسیکا بدن بڑے زور سے
پھڑکتا ہے اسطرح اُسکا تمام بدن قابو مین نہین رہتا اور بے اختیار پھڑکتا ہے اور بڑی کرامت
کہ تمام بدن اور در و دیوار اور شجر اور پتھر اور کوڑے مین سے ذکر جہر کی آواز بلا شبہہ سلطان الذکر کرنیوا
لے کے کانمین سُن پڑے اور اُسکے ہمنشینونکا سُنا اُس کرامت مین زیادتی ہے اور کبھی ایسا نور سلطان الذ
کرنیوالیکو معلوم ہوتا ہے **فائدہ** طالب مین لطیفونکے ذکر اور سلطان الذکر وغیرہ کے حاصل ہونیکے
دریافت کرنیکا طریقہ صاحب تلقین اور ارشاد کیواسطے یہ ہے کہ صاحب تلقین جو ذکر کر رہا ہے اُس سے
اپنے تئین خالی کرکے طالب کیطرف متوجہ ہو اُسوقت جو کچھ اپنے اندر پاوے اُسکو جانے کہ یہ معلوم ہوتا ہے
سو طالب کے اثر کا عکس ہے اور جو کچھ صاحب تلقین مین ظاہر ہو وہی طالب مین ہے تمام شغل جسقدر اور جیسا
ہوگا اُسکا عکس صاحب تلقین مین پڑیگا **فائدہ** جسطرحپر ذکر ہوا ہے جب اُس طرحپر سلطان الذکر قابو مین آوے
اور جسوقت اسکا ارادہ کرے اُسوقت بلا تکلف ظاہر ہو تب شغل نفی کا کرے اور شغل نفی کے ساتھ شغل
یاد داشت کا بھی لگا رہے شغل یادداشت کی حقیقت یہ ہے کہ ہمیشہ متوجہ رہنا ذات پاک بیچون اور بیچگون کی
طرف سب وقت بیٹھتے اُٹھتے کھاتے پیتے اور سب کاروبار اور سختی آسانی درپیش ہونمین اسطور پر کہ کوئی
کام اُس متوجہ ہونیکو منع نکرسکے جسطرح سے کسی چیز کی محبت یا کسی کام کا اہتمام کسی شخص کے دلمین گڑ جاتا ہے تو دنیا کی

ری حاجت اور کام کے عین وقت مین اُسی چیزاور کام مین دل لگا رہتا ہے اور یہ بات جسکی کچھ بھی عقل ہی
خوب معلوم ہے یادداشت کی حقیقت تو سمجھ مین آگئی یاد رہے اب نفی کا بیان سنو اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے
ھوین سیپارہ سورہ نور مین اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ روشنی ہو آسمانون اور زمین کے سوا اسی اشارہ
فق انوار الٰہی ہر مکانمین موجود ہے جسطرح سے اللہ کا موجود ہونا اور اُسکی ہستی ہر جگہ مین ثابت ہی کیونکہ انوار
ذات پاک سے لگا ہے اور اُسکے وجود کو لازم ہے تو جہان اسکی ذات پاک موجود ہے وہان سب کہین اُسکا
ی موجود اور جسطرح اُسکی ذات نے سبکو گھیر لیا ہے اسیطرح اُسکے انوار نے بھی سبکو گھیر لیا ہے اور باوجودیکہ
ب کہین موجود ہے لیکن قوت دراکہ انسانکی جس قوت سے انسان سب چیز کو دریافت کر سکتا ہے اس
الہ کثیف اور تاریک چیزین کہ آسمانی اور زمینی جسمین ہین انکا خیال اُسمین بھرا ہے اس انوار کے دریافت
محروم ہے اور کوئی خیال آڑ پڑتے ہین اور یہ نہین ہے کہ اُسکا انوار غائب اور دور ہے اور اسکی ذات
یواسطے انوار کے پردو نکا طے کرنا ضرور جب وہ انوار کے پردے کھل گے ذات پاک ملی اور ان پردونکا
رکے دریافت کرنیکے بہت لوگونسے ہو نہین سکتا اور بڑے عالی فطرت لوگونکو بغیر انوار کے کھلجانیکے
ات بحت کا یعنی اللہ تعالیٰ ذات پاک کا ملنا حاصل ہوتا ہے سوا سبات سے بہت سے لوگونکو انوار کے
طی کرنے اور انوار کے کھلجانیکی جو احتیاج ہے سو ردنہین ہو سکتی بلکہ اُن لوگونکو ان پردونکے طے کرنیکی
قی ہو اور پردونکا طے کرنا بغیر انکے دریافت کرنیکے ہو نہین سکتا اسیواسطے اُسکے دریافت ہونیکے لئے اپنی
ہ کو خیالات مذکورہ سے پاک اور صاف کرنا چاہیے تاکہ انوار الٰہی دریافت مین آوین تو جب اسکی قوت دراکہ کا
ت مذکورہ کے زنگ سے صاف ہوگیا بس انوار تو ہر جگہ موجود ہی ہین بغیر رنج اور تکلیف کے دریافت
ہے اور قوت دراکہ کے پاک کرنیکا یہ طریق ہو کہ شغل نفی کا کرے اور خلاصہ شغل نفی کا نیست کرنا سب
ہے اپنے خیال سے اگرچہ فی الحقیقت کوئی چیز نیست نہوگی اور فی الحقیقت سب چیزونکو نیست جاننا
ل اور وہم کاذب ہے کیونکہ جو چیز موجود ہے سو موجود حقیقی تبارک و تعالیٰ کے موجود کرنے سے موجود
چیز کو اللہ تعالیٰ نے کے وجود پاک کے ساتھ ایک موجود خاص علاقہ لگ رہا ہے تو کسی چیز کے موجود ہونیکی
ک مین ہو نہین سکتی اور اسبات کا قصد کرنا گویا خالق سے مقابلہ کرنا ہے اور سب چیزون کی نفی

پیچ مچ کرنیسے غرض بھی نہین کسواسطے کہ غرض ہی اپنے مدرکہ کے صاف کرنیسے جسمین قوت دراکہ یعنے عقل رہتی ہی جب و
صاف ہوا تو مدعا خود حاصل ہوگا پیچ مچ نفی سے کچھ کام نہین اور اگرچہ نفی تمام عالم کی مشکل بات معلوم ہوتی ہے
لیکن اس مقام مین نفی کا بس دو ہی مرتبہ ہے ایک تو اپنی نفی اور دوسرے تمام عالم کی نفی سو نفی تمام عالم
کی دشوار نہین ہے کیونکہ نفی تمام عالم کی اور نفی ایک جزو عالم کی برابر ہے انسان کو مچھڑ کے پر سے اپنے خیال کو
خالی کرنا اور آسمانو نسے اپنے خیال کا خالی کرنا برابر ہے ہان نفی اپنے وجود کی البتہ ایک سخت چیز ہے اسی
نفی کا دو مرتبہ مقرر کرنا چاہیئے اول اپنی نفی اور دوسری تمام عالم کی نفی اور تمام عالم کی نفی کے آسان ہونے
اور اپنی نفی کے دشوار ہونیکا یہ سبب ہے کہ قوت دراکہ اپنے جاننے سے کہ مین ہون ہر وقت بھری ہوتی ہے
اور اپنے غیر کی دریافت اسمین کسی وقت آجاتی ہے تو تمام عالم کی نفی مین ایک چیز اپنی قوت دراکہ مین آنے
منع کرنا ہوتا ہے اور اپنی نفی مین جو چیز کہ قوت دراکہ مین بھی ہی اُسکو نکالنا ہوتا ہے اور جو چیز کہ قوت دراکہ
مین باہر سے آتی ہے اُسکو اپنی قوت دراکہ مین نہ آنے دینے اور جو چیز کہ قوت دراکہ مین بھری ہوتی ہے
اسمین سے اسکے نکالنے مین جو فرق ہی سو ظاہر ہے کہ اول بہ نسبت دوسرے کے بہت آسان ہے
دونون کا فرق یون سمجھنا چاہیئے کہ مینھ برستا ہے اُسمین ایک شخص کھڑا ہے اور اُسکے بدن پر مینھ کے قطرے
پڑ رہے ہین تو اس شخص کو نفی مینھ کی البتہ مشکل معلوم ہوگی اور دوسرا شخص ایسا ہے کہ اُس نے کبھی
مینھ دیکھا ہے اسوقت اُسپر مینھ نہین پڑتا ہے تو اُس شخص کو نفی مینھ کی البتہ آسان معلوم ہوگی اسی سبب
اپنی نفی کرنیمین نیچے کے بدن کی نفی اور اس جگہ کی نفی کہ جسپر وہ بیٹھا ہے زیادہ مشکل ہوتی ہے اور کبھی اپنے
نفی کہ دریافت اور امتیاز کا مقام وہی ہی مشکل معلوم ہوتی ہے اور بعضے شخص جو سانس لینے اور دم کے آنے جانے
خوب خبردار ہوتا ہے حلق اور سینہ کی نفی سخت ہوتی ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ جس چیز پر زیادہ خبر ہوتی ہی اسکی
بھی زیادہ سخت ہوتی ہی تو بس پہلے تمام عالم کی نفی کرکے تب اپنے بدن کی نفی کرے اور جس مقام کی نفی مشکل معلوم
ہوتی ہے اسی مقام سے نفی شروع کرے کہ اُس عضو کی نفی سے تمام بدن یکبارگی نفی ہوگی اور نفی کے حاصل
مین صاحب نفی کامل کا توجہ اصل ہی کہ وہ شخص اپنی نفی کرکے اپنے دل کے قصد سے متوجہ ہوکے طالب پر
نفی ڈالے اور اس کلام کے مبتدی پر نفی کے اثر ظاہر ہونیکا شروع مختلف صورتون سے ہوتا ہے کبھی سینہ اور

مقام مین پہلے خالی معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُسمقام مین کچھ نہین ہے اور کبھی اپنے تئین بے سر اور کبھی بغیر دونون ہاتھ کے معلوم کرتا ہے اور کبھی خیال کرتا ہے کہ مین چھوٹا ہو گیا ہون اور کبھی خیال کرتا کہ میرا بدن لنبا اور پتلا ہو گیا ہے گویا ایک بانس ہے گوشت کا کہ وہ دمبدم دراز اور باریک ہوتا جاتا ہے اور بہت آسان طریقہ نفی کے تصور کا وہ ہے کہ اپنے سینہ یا شکم مین ایک خالی پن خیال کرے اسطور پر کہ گویا توپ کے گولے نے ایک طرف سے آ کے دوسری طرف سے پار نکل کے بدن کے اُس مقام کو خالی کر دیا ہے اور ایک سوراخ دار پار ہو گیا ہے پھر اُسی سوراخ کو آہستہ آہستہ زیادہ کشادہ اور چوڑا کرے یہانتک کہ سب بدن تمام ہو جاوے اور نفی کی صورتون مین سے بہت مشکل صورت وہ ہے کہ ایک غیبی باطنی چیز نے کہ مراد اسکی فنا ہے عالم غیب سے اسکی طرف متوجہ ہو کے ایکبارگی اسکے جسم کو پراگندہ کر دیا مثل سخت پتھر کے کہ نرم ٹھیکری پر گر کے اُسکو پاش پاش کر کے چھترا دیوے یعنی وہ شخص جب شغل نفی کا شروع کرے تب ذات بحت کی محبت کے جوش اور مشاہدہ کے شوق مین ایسا غرق اور بیہوش ہو جاوے اور سوائے اس ذات کے اُسکی فہم مین کچھ نہ باقی رہے سب فنا ہو جاوے اور ایکبارگی خود بخود اُسکا تمام بدن غائب ہو جاوے اور نفی والا چونکہ مبتدی ہے اسکے واسطے یہ حال مشکل ہے کیونکہ یہ حال فنا و بقا کے مقام والیکا ہے جیسا کہ راحت روح مین اپنے مقام پر مذکور ہو چکا اور کبھی اسطور سے بھی تصور کر سکتا ہے کہ اُسکی جان باہر نکل کے یا اُسکا دل جو ایک گوشت کا ٹکڑا ہے باہر نکل کے نیست ہو گیا اور جسم بے جان اور دل کے باقی نہین رہ سکتا ہے سو وہ بھی بیجان ہو کے مٹ گیا اگرچہ اس کام کے واقف کار کے نزدیک ان سبکی صورتونکا بیان کرنا بیفائدہ کا طول کرنا ہے لیکن ایسا بہت ہوتا ہے کہ تیز ذہن لوگونکو بھی مجمل نفی کہدینے سے نفی کی صورت کا خیال ٹھہرنا مشکل ہوتا ہے اور کبھی بہت سی صورتونکے دریافت ہو جانے سے کند ذہن اور غافل لوگونکو بھی ان طریقوں کے سوا کوئی دوسری صورت معلوم ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ نفی کی کئی صورتونکا دریافت ہونا فائدہ سے خالی نہین ہے غرض جس وضع کے ساتھ نفی کا شروع کرو وہ اُسکو بخوبی اپنے خیال مین ٹھہرا کے اسکے زیادہ ہونیکی کوشش کرے اور خیال سے اسکو بڑھا جاوے یہانتک کہ تمام بدن نفی ہو جاوے اور جسوقت نفی کرنا سخت معلوم ہو اور اُسکا خیال درست نہو سکے تب لَا مَوْجُودَ اِلَّا اللّٰہ لَا فَاعِلَ اِلَّا اللّٰہ ان دونون لفظونکے تئین معنی سمجھ کے اپنے خیال کی قوت سے اُس عضو یا اُس مکان پر جسکی نفی سخت معلوم ہو سب جگہ ضرب کرے انشاء اللہ تعالیٰ یہ شغل نفی کیواسطے کافی ہو گا ان دونون لفظونکے

معنے یہ ہین نہین کوئی موجود ہے اللہ کے سولے یعنے جتنے موجود ہین وہ سب پہلے نیست تھے اور پھر بھی نیست ہونگے تو انکا موجود ہونا معتبر نہین اور نہین کوئی کام کرنیوالا اللہ کے سوائے اور نفی کے بعد کبھی ایک خالی پن ظاہر ہوتا ہے اس وضع پر کہ خیال کرتا ہے کہ اگر تلوار کا ضرب اُسکے بدن مین لگے گا تو اسکے بدن مین تلوار رکے گی نہین بلکہ اُسکا ضرب جسطرح خالی مکان سے گذر جاتا ہے اسیطرح اسکے بدن کے درمیان سے بھی خالی گذر جاویگا اور کبھی کاجل کی سی تاریکی کہ اسکے چارون طرف ایک چمک مثل خط باریک نورانی کے ہوتی ہے نمودار ہوتی ہے لیکن وہ خط نورانی میلا تاریکی ملا ہوتا ہے جسطرح آگ کے شعلہ کا سر کہ دھوان ملنے کے سبب سے بہت تاریک اور میلا دکھائی دیتا ہے اور وہ خط نورانی اکیلا بھی نہین دریافت ہوتا بلکہ تاریکی کے شامل دریافت ہوتا ہے اور اگر نظر کو خوب ٹھہراکے اسکی طرف متوجہ کرین تو اُسیوقت وہ نور نیست ہو جاتا ہے اور تاریکی کے سوائے کچھ نہین دریافت ہوتا غرض اس تاریکی کو نور نفی کا کہتے ہین اور اس نفی کے شغل کو بخوبی ہمیشہ مشق کرنا چاہئے تاکہ طالب کا شغل دوسرے بڑے خیال سے کہ مثل خس و خاشاک کے ہے اسی شغل سے صاف ہو جاوے اور اس راہ کے چلنے والون کو اکثر وقتو نمین اس شغل کی حاجت پڑتی ہی **فائدہ** جب نفی اپنی اور نفی تمام عالم کی طالب کے قابو مین آئی تب نفی النفی اور فناء الفنا کا شروع کرے یعنے جس خیال سے کہ اپنے وجود کی نفی اور تمام موجودات کی نفی کرتا تھا اور نیست سمجھتا تھا اُسکو بھی نفی اور نیست خیال کرے اور چونکہ نفی النفی نری نیستی ہی نشانی اُسکی نری غفلت اور بیہوشی اور نرا بیکار ہو جانا قوت دراکہ کا ہے یہانتک کہ اگر اسی شغل کو ہمیشہ برابر کیا کرے تو بدن اُسکا نیست ہو جاوے اور اُسکا کچھ نشان باقی نرہے یعنے اُسکو خیال مین ایسا معلوم ہو نہ یہ کہ حقیقت مین بدن نیست ہو جاوے اور اگرچہ یہ غفلت کی حالت طالب کو خوش معلوم ہو گی لیکن آیندہ کو کام آویگی اُسکو بے نام نہ سمجھے بلکہ اس شغل کو بھی کرے اور نفی النفی کے ناخوش معلوم ہونیکا یہ سبب ہے کہ اس شغل مین ادراک اور دریافت کا دور کرنا ہوتا ہے اور جبکہ ادراک اور دریافت باقی نہین رہتا ہے تب کچھ معلوم نہین ہوتا اور آدمی کی دل لگی بہ سبب دریافت ادراک کے ہے اگرچہ نفی کے شغل مین بھی ہر چیز کو اپنے ادراک سے دور کرتا ہے لیکن اُسکے خیال مین صفائی باقی رہتی ہے اور موجب دلگی کا ہوتا ہے جیساکہ صاف طبیعت والونکو صاف میدان سے انست اور دلگی ہوتی ہی ویسا ہی نفی مین بھی ایک اُنست اور دلگی ہوتی ہی بخلاف نفی النفی کے کہ اس مقام مین اُنست کا ٹھکانا باقی نہین رہتا **فائدہ**

بعد تمام ہونے نفی کے سالک کو ضرور ہے کہ دو صورت درپیش ہوگی یا توحید صفائی ظاہر ہوگی جسکا ذکر ہم آگے کرینگے انشاء اللہ تعالے یا حجب نورانیت یعنی نور کے پردے کہ رنگ برنگ کے انوار نظر پڑینگے اور یہی دوسری صورت طالب کے مطلب پانیکی راہ ہے اور وہ انوار اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے پردے ہین پس اُن پردونکو طی کرنا شروع کرے اور اُسکے طی ہو جانیکی مدت مقرر نہین ہے اگر عنایت الٰہی شامل حال ہو تو ایک لمحہ مین ہزارون پردے طی ہوتے ہین لیکن سالک کے ایک پردے سے دوسرے مین جانے کیواسطے یہ سبب مقرر ہے کہ اُن انوار مین سے ہر ایک کو یعنی جس رنگ کا نور نظر پڑے اُسکو اپنے خیال کی قوت سے اسقدر کشادہ کرے کہ وہ نور تمام عالم کا احاطہ کرکے قید سے مکان کے لامکان کے میدان مین معلوم ہونے لگے یعنی معلوم ہو کہ زمین آسمان وغیرہ نہین ہین بالکل نور نور ہے بعد اُسکے اُس نور سے دوسرے نور مین جانیکا ارادہ ہمت اپنے دلمین کرکے اجابت کی درخواست اللہ تعالیٰ کی جناب سے کرکے اپنے خیال کی نظر سے اُن نور مین اس حد تک غور کرے کہ اُس نور کی پشت مین سے دوسرا نور دکھائی دے تب اُس نور کو بھی پہلے نور کیطرح کشادہ کرے اور اسیطرح غور کرے یہانتک کہ تیسرا نظر پڑے اور نورونکے طی کرنیکے درمیان مین مراقبہ صمدیت کا بھی برابر کرتا رہے اسکا ذکر ہم انشاء اللہ تعالے کرینگے اسیطرح نورونکو طی کرتا جاوے یہانتک کہ آخر پردے تک پہنچے اور وہ ایک ہی لطیف بیرنگ اور اسکو نسبت بے رنگی کہتے ہین اگرچہ اس پردیکو دریا کے پانی سے جو خس و خاشاک اور ریگ اور خاک کی آلودگی سے صاف ہوتا ہے تشبیہ دیتے ہین لیکن خوب غور کرنیکے بعد اُسکے تشبیہ دینے کے قابل کوئی چیز خیال مین نہین آتی پھر نسبت بیرنگی سے گذرنے کے بعد ذات پاک کی معرفت حاصل ہوگی اور سلوک مشہور تمام ہوگا اور مقام سیر فی اللہ کا یعنے سلوک ثانی آگے آویگا اور اُسکے درمیان مین بہت اچھے حالات اور عجیب مقامات حاصل ہونگے اور جس مرشد کے حضور مین طالب سیر فی اللہ مین ترقیات کریگا وہی مرشد اُسکو اُن مقامون کی حقیقت سے خبردار کریگا یعنے اعمال اور نوافل کے مسائل اور اتباع سنت کی راہ سمجھاویگا اور مسامرة وغیرہ باتونکی حقیقت سمجھاویگا اور پردہ بیرنگی سے گذرنیکی یہ حقیقت ہے کہ اسکو ہمیشہ غور کرتے کرتے جب وہ بھی طے ہو جاویگا تب معرفت ذات پاک کی حاصل ہوگی یعنی اللہ تعالیٰ کو بیشک اور بے شبہہ کے پہچان جاوے گا ایسا کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے اور اسکے دلکو نری تسکین ہوگی اور ایمان کی لذت اور حلاوت پاویگا

اور اصل یقین اُسکو حاصل ہوگا اور یہی حقیقت مشاہدہ کی ہو اور مشاہدہ ایمان تحقیقی کے قسموں مین سے ہے اور
اسیکو عین الیقین کہتے ہین عین الیقین کے معنی وجود عینی یقین کا یعنے اصلی یقین ان سب باتکا خلاصہ ہوا کہ
بندے اور حق کے درمیانمین جو پردے ہین اُن سب پردونکے اُٹھ جانیکے بعد مومن کے دلمین ایمان کا نور
حاصل ہوگا اور ایمان کی نعمت پاویگا اور ایمان کی آنکھ سے اپنے رب کو بغیر صورت شکل رنگ روپ اور جہت کے
دیکھے گا اور جتنک رنگ اور صورت اور جہت کے ساتھ نور پڑتا ہے اگرچہ دل ہی کی آنکھ سے ہو تب تک مشاہدہ نہین ہے
اور یہ جو بعضے کہتے ہین کہ مشاہدہ کا حاصل ہونا بہت مشکل ہو اُسکی فکر مین پڑنا عبث ہو سو یہ بات نری غلط ہو کیونکہ
ایک قسم کا مشاہدہ یعنی اللہ تعالی کی حضوری ہر مسلمانکو حاصل ہو اگر مشاہدہ حاصل نہوتا تو رمضانمین بڑی شدت کی
پیاس مین اکیلے مکانمین جہان ٹھنڈھا پانی موجود ہوتا ہے پانی پی لیتے اور وضو شکست ہونے اور حاجت غسل ہونے
سے وضو غسل نکرتے ہان کسیکو کامل مشاہدہ حاصل ہو کسیکو ناقص بقدر اُسکے ایمانکے تو بس فکر کرو اور مراقبہ مین اور قرآنکی
تلاوت مین کہ وہ بھی ذکر ہی لگا رہے اور ہمیشہ مشاہدہ کا امیدوار رہے جسقدر مشاہدہ بڑھتا جاویگا اسکے ایمان کا
نور زیادہ ہوتا جاویگا اب مکاشفہ اور مشاہدہ کا بیان سنو فائدہ مکاشفہ ہوتے ہین اسبات کو کہ بعضے صفات
اور حقائق الہیہ یعنی حقیقتین اور کرشمہ اور معاملے معبودیت کے کہ کسطرح سے سب کو اپنا عاشق اور اپنے قابو مین اور اپنا محتاج
کر رکھا ہے یا حقائق کونیہ یعنی کائنات کے موجود کرنے روزی دینے فتح شکست دینے حاجت بر لانے وغیرہ کارخانے کی
صفتین اور حقیقتین اور سارے مخلوقات کی حقیقتین سالک کو باریک اور شفاف پردے کی آڑ سے اللہ تعالی کے
نامونمین سے کسی نام کے مضمون سمجھ مین آجانے اور تاثیر کرنیسے کہ اس نام سے وہ صفت اور حقائق علاقہ رکھتی ہو
اور اس نام مین وہ صفت اور حقائق ثابت اور موجود ہوتی ہو اور اُس نام کیواسطے وہ صفت خاص کیگئی ہو
ظاہر ہوجاتی ہین یعنی کسی مظہر مین باریک اور شفاف پردے کے آڑ سے وہ صفتین اور حقیقتین ظاہر ہوجاتی ہین جسطرح کہ
آئینہ مین ایک پردہ شفاف کی آڑ سے کسی چیز کا عکس نظر پڑتا ہے اسیطرح سے سالک اللہ تعالی کی صفت کا عکس کہ
مظہر مین باریک اور شفاف پردہ کے آڑ سے عقل اور معرفت کی آنکھ سے دیکھتا ہے مثلاً آسمان آفتاب ماہتاب
یا گلاب کا پھول دیکھکے اسم خالق سے خلق کے اندازہ کرنے اور پیدا کرنے اور رنگ اور حسن بخشنے کی صفت اور حقیقت
موافق مشیت اور حکمت کے اور اسم مصور سے مخلوقات کی صورت شکل درست کرنیکی صفت اور حقیقت اور اسم

رزاق سے. وہی پیدا کرنے اور مخلوقات کو. وہی پہچاننے کی صفت اور حقیقت اور اسم قہار سے صفت اور حقیقت
غالب ہونیکی کہ تمام عالم اُسکی قدرت کے نیچے عاجز اور مغلوب ہین اور اسم منتقم سے صفت اور حقیقت بدلا لینے
کی کہ کافرون اور سرکشون سے عذاب کے ساتھ بدلا لینے والا ہی کھلجاتی ہی وعلی ہذا القیاس خلاصہ یہ کہ اس خالق نے سارے
اشیا، کو اپنے اسمار کی صورت پیدا کیا ہے یعنی جسطرح سے کسی شخص کی صورت دیکھنے سے وہ شخص پہچانا جاتا ہے
اسیطرح سے خلق کو دیکھ کے خالق پہچانا جاتا ہے اور بعضے اشیاء کے دیکھنے سے سالک پر بعضے اسما، کی
حقیقت کھل جاتی ہے چنانچہ یہ **بیت**

کہ بچشمان دل مبین جز دوست	ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست

اسی مضمونکے بیان مین ہی اور مشاہدہ کہتے ہین اسبات کو کہ وہ حقائق الٰہی بے مظہر اور بے صفت کے ظاہر ہوتی ہین
لیکن ایک خصوصیت اور تمیز کے ساتھ یعنے سالک کو ایمان اور عقل کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کی حضوری نظر پڑتی ہے
اور اُس ذات پاک کا جمال دیکھتا ہے اور کسی مظہر اور کسی صفت کے خیال کرنیکا ہوش نہین رہتا بلکہ بے کیف کہ اُسکی
مثال نہین ہو سکتی مگر باوجود اسکے سالک کو تمیز ہوتی ہے اور اپنے ربکو پہچانتا ہے اُس پہچاننے کا بیان ممکن نہین **بیت**

میان عاشق و معشوق رمزیست	کراما کاتبین را ہم خبر نیست

اور اسیکو عین الیقین کہتے ہین اور جبتک کہ صورت اور رنگ اور جہت کی قید کے ساتھ کوئی نور دیکھتا ہے تب تک
مشاہدہ نہین ہے مشاہدہ کی لذت کا بیان نہین ع دل من داند و من دانم و داند دل من ۔ اور اُسکے اوپر معاینہ ہے
معاینہ کہتے ہین اسبات کو کہ وہ حقائق الٰہی بے خصوصیت اور تمیز کے ظاہر ہوتی ہین یعنی وہان کچھ امتیاز نہین باقی
رہتا بلکہ ایمان اور عقل کی آنکھ پر خود اس ذات کا ظہور ہوتا ہے اُسکا بیان ممکن نہین ع لذت می نشناسی
بخدا تا نہ چشی ۔ غرض جس حواس سے تمیز ہوتی ہے وہ حواس بھی اپنی جگہ پر باقی نہین رہتا بلکہ سارے حواس
ذات پاک کے مشاہدہ مین آنکھ بنجاتے ہین اور اسکو شہود ذاتی اور حق الیقین کہتے ہین اور اکثر حضرات صوفیہ کے
کشف بولتے ہین صفات کے کھلجانیکو اور مشاہدہ بولتے ہین ذات کے ظاہر ہونے کو اور کشف اور مشاہدہ دونون
اللہ تعالےٰ کے افعال سے علاقہ رکھتا ہی کیونکہ افعال سے صفات کھلجاتی ہی اور یہی کشف ہی اور صفات کے
کھلنے سے ذات پہچان پڑتی ہی اور یہ مشاہدہ ہے اور کشف بولتے ہین جلال یعنی قہر کی صفات ظاہر ہونے کو

اور مشاہدہ ہوتے ہین جمال یعنی لطف کی صفات ظاہر ہونیکو اسکا سبب ہی کہ کشف مین صفات جلالیہ کا پردہ اُٹھ جاتا ہے
اس سبب سے خوف اور ہیبت بندے کے حال مین اثر کرتا ہے اور مشاہدہ مین صفات جمالیہ بندے پر ظاہر ہوتی
ہین اور اُسکے سبب سے بندیکو جو شوق اور خوشی حاصل ہوتی ہی اس سبب سے اپنی محبت کی آنکھ کو کھول کے
ذات پاک کے جمال کا مشاہدہ کرتا ہی اور اُس بندیکو خوشی اور فرحت اور آنکھ کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہی اور حقیقت یہ ہی
کہ کشف مکاشفہ شہود ذاتی مشاہدہ سب ایک ہی تھوڑا تھوڑا نازک اور باریک سا فرق ہی اور علم مکاشفہ بولتے
ہین اسکو کہ طریق حق کے سلوک کے بعد اور صدق معاملت کے بعد یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی موافق اعمال
اور اخلاق اور عقائد درست کرنیکے بعد ایک نور سالک کے دلمین پڑتا ہے کہ اسکے سبب سے سب چیزونکی
حقیقتونکی معرفت جیسی ہی ویسی کھلجاتی ہی اور معرفت ذات اور صفات اور افعال حق سبحانہ و تعالیٰ کی ظاہر
ہوتی ہی اور اسکے تئین علم حقیقت اور علم وراثت بولتے ہین اسی مضمونکا بیان ہی اس حدیث مین مَنْ عَمِلَ
بِمَا عَلِمَ وَرَّثَہُ اللّٰہُ عِلْمَ مَا لَمْ یَعْلَمْ جو شخص کہ عمل کرے اسکے موافق جو جانا اور پڑھا ہے علم ظاہر سے روزی
کرتا ہے اور بخشتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ وہ علم جو جانا بھی نہین اور پڑھا بھی نہین اور علم ظاہر اور باطن جو بولتے ہین یہی
معنے ہین اور دونون علم کی نسبت آپسمین نسبت تن اور جانکی اور چمڑے اور مغز کی سی ہے جب یہ بات ذہن نشین
ہوئی تو اب کشف اور مشاہدہ کی حقیقت کا بیان سنو کشف اور مشاہدہ کی حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اور
ابدال لوگونپر اللہ عزوجل کے افعال یعنی فعلون مین سے وہ چیز ظاہر ہوتی ہے اور کھلجاتی ہے کہ عقل پر غالب
آجاتی ہے اور ساری عادت اور رسم اور چال کو ٹکڑے ٹکڑے کردیتی ہی یعنی اس مقام مین عقل اور عادت
اور رسم چال کا ہوش نہین باقی رہتا یعنی سوائے مشاہدہ جمال محبوب کے کسی باتکا خیال اور ہوش نہین رہتا پھر وہ
افعال بھی دو قسم ہے جلال یعنی قہر کی شان اور جمال یعنی لطف کی شان سو ظاہر ہونا اللہ تعالیٰ کی جلال
اور عظمت کی صفات کا جو ہے اسیکو کشف بولتے ہین اس سے خوف بے آرام اور بیچین کردینے والا
پیدا ہوتا ہے اور ایسا ڈر پیدا ہوتا ہے کہ اسکا ہوش اپنی جگہ پر نہین رہتا اور صفت جلال کا بڑا غلبہ دلپر ہوتا ہے
اور جلال اور عظمت اس سبحانہ تعالیٰ شانہ کی دلپر غالب ہوجاتی ہی اس طور پر کہ اعضا اور جوارح پر خوف اور
قلق یعنی بےچینی ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت کے سینہ مبارک

ایک آواز مثل آواز جوش کرنے دیگ کے سنی جاتی تھی حق تعالی کے خوف کی شدت اور زیادتی سے اس سبب سے کہ آنحضرت نماز مین اللہ عزوجل کا جلال دیکھتے تھے اور آنحضرت پر حق تعالی کی عظمت کھلجاتی تھی چنانچہ شمائل ترمذی مین باب ما جاء فی بکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین عبد اللہ ابن جبیر سے روایت ہے قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُکَاءِ اُس نے کہا کہ آیا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور وہ نماز پڑھ رہے تھے اور انکے شکم مین آواز تھی مثل آواز دیگ کے رونیسے اور ایسا ہی حال ابراہیم خلیل الرحمن اور عمر فاروق علیہما السلام کا لوگون نے بیان کیا ہی اور مشاہدہ جمال کا جو ہے سو اسکی حقیقت یہ ہے کہ اولیاؤن اور ابدالون نیک دلون پر اللہ تعالی کی تجلی اس صفات کے ساتھ ہوتی ہے کہ دلمین روشنی اور خوشی اور نرمی اور گناہ سے پاک رہنے کی توفیق پیدا ہوتی ہے اور لذیذ کلام یعنی مزے کی باتین اور حکایتین آرام دینے والی ہوتی ہین اور اسکو مسامرۃ کہتے ہین جیسا کہ چوتھی فصل مین لکھ چکے اور اس حالتمین بڑی بڑی بخشش اور انعام اور بڑے بڑے مرتبے اور بڑے بزرگ مقامات کا ملنا اور اس سبحانہ تعالی کا قرب حاصل ہونا جو اس بندے کی تقدیر مین لکھا ہے اور اسکو ملنے والا ہے اسکی خوشخبری اس تجلی مین سے اللہ تعالی اس بندے کو دیتا ہے یعنی اپنے فضل اور رحمت ظاہر کرنیکو اور اللہ تعالی کی طرف سے جو یہ تجلی اور بشارت ہوتی ہی تو اسواسطے ہوتی ہے کہ وے لوگ دنیا مین اس بخشش اور انعام اور مقامات اور قرب حاصل ہونیکے وقت مقدر کے آنے تک اللہ تعالی کی طلب اور اسکی راہ مین محنتون کے اٹھانے مین ثابت قدم اور خوش دل رہین اور اسیواسطے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے بلال موذن کو اے حنایا بلال راحت دے ہمکو اے بلال یعنے اقامت کہ تا کہ ہم نماز مین داخل ہون اور جمال الہی کے مشاہدہ سے راحت پاوین یہی مضمون فتوح الغیب مین ہی اور اسی خوشی کا بیان ہمارے بادشاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس حدیث مین جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ کیگئی اور ٹھہرائی گئی ہی سردی اور ٹھنڈک میری آنکھ کی نماز مین یعنی حق سبحانہ تعالی نے محض اپنے خاص فضل و کرم سے جو میرے حال پر رکھتا ہے یہ تجلی فرمایا اور میری آنکھ کی ٹھنڈک بخشا یعنے اپنے فعل و کسب سے یہ نعمت نہین حاصل کی یہ حدیث مشکوۃ مصابیح مین باب فضل الفقر کی تیسری فصل مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قرۃ العین سے مراد ہے فرحت اور سرور اور مقصد کا حاصل ہونا

قرۃ کا لفظ یا تو یون سمجھین کہ قرقاف مفتوح سے نکلا ہے بمعنی قرار و ثبات کیونکہ محبوب کے دیکھنے سے دیدار قرار پاتا ہی اور محبوبکی
دیدار سے آرام لیتا ہے اور دوسری طرف نہین دیکھتا اور خوشی کی حالت مین دیدہ اپنی جگھہ پر ٹھہرا رہتا ہے اور جب
محبوبکو نہین دیکھتا تب دیدہ پریشان اور ہر طرف دیکھتا رہتا ہے اور غم اور خوف کی حالتمین دیدہ پھرا کرتا ہی اور
لرزان رہتا ہے اور یا تو یون سمجھین کہ قرۃ کا لفظ قرقاف مضموم سے نکلا ہے بمعنی سردی کیونکہ محبوب کے مشاہدہ مین
آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہی اور اسکو لذت ملتی ہی اور جب محبوب کو نہین دیکھتا تب آنکھ مین گرمی اور سوزش ہوتی ہے
اسیواسطے فرزند کو قرۃ العین بولتے ہین اور آنحضرت نے فرمایا کہ کیگئی ٹھنڈک میری آنکھ میری کی نماز
مین یہ نہ فرمایا کہ گیگئی ٹھنڈک میری آنکھ کی نماز تو اسمین اسبا تکا اشارہ کیا ہے کہ بموجب مضمون اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ
كَاَنَّكَ تَرَاهُ کے یعنی بندگی کرے تو اللہ کی اسطرح پر کہ گویا اللہ کو دیکھتا ہے خوشی اور آرام آنحضرت کو نماز مین
حق سبحانہ و تعالی کے مشاہدہ سے حاصل ہی کچھ نماز یا نماز کے ثواب سے نہین کیونکہ مشاہدہ کے وقت حق کے سوا
دوسرے کیطرف دیکھنا اور دوسرے کے دیکھنے سے آرام نہین ہوتا اور نماز بھی حق کے سوا ہے اگرچہ اسکی نعمت
اور اسکا فضل ہے اور حق کے فضل اور اسکی نعمت سے خوش ہونا بھی بڑا عالیمقام ہے جیسا کہ فرمایا اللہ صاحب نے
گیارھوین سپارہ سورہ یونس مین قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا تو کہہ خوشی کرو
اللہ کے فضل یعنی قرآن سے اور اسکی مہر یعنے دین اسلام کلمۂ شہادت نماز زکوۃ روزہ حج سے سو اسی پر چاہئیے
خوشی کرین مومنین لیکن فضل کرنے والے اور نعمت دینے والے کے مشاہدہ سے اور اسکے مشاہدہ کی خوشی سے
یہ مقام سچا ہے اور آنحضرت کا مقام بہت ہی بڑا اور نہایت بلند ہے اسواسطے اللہ صاحب نے فرمایا کہ فلیفرحوا
چاہئیے کہ خوشی کرین مومنین یہ نہ فرمایا فلتفرح پھر چاہئے کہ خوش ہوئے تو کیونکہ حضرت تو حق کے مشاہدہ کے
دریا مین ہر وقت غرق تھے انکو حق کے سوا دوسری نعمت کیطرف دیکھنے کی فرصت کہان تھی اور ممکن ہے کہ اس
مقام سے بعضی خاصگان امت کو بھی انکی لیاقت کے موافق کچھ حصہ ملے کیونکہ محبوب کے دیکھنے سے آنکھ کی ٹھنڈک
جو ہوتی ہی سو اسکا یہ حال ہی کہ محبوب کو جسقدر پہچانتا ہے اسقدر ٹھنڈک آنکھ کو ہوتی ہی اور چونکہ آنحضرت کی
معرفت یعنی محبوبکی پہچان کے برابر کسیکو محبوبکی پہچان حاصل نہین اسیواسطے دوسرونکو ویسا مشاہدہ اور ویسی
آنکھ کی ٹھنڈک حاصل نہین غرض جو عارف ہوگا وہ نماز مین بڑی راحت پاویگا اور اسکا دل نماز مین لگا رہے گا

فائدہ حضرت امام الطریقہ کے یعنی خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے **بیت**

اول ما آخر ہر منتہی است	آخر ما جیب تمنا تہی است

سو طالب صادق کو چاہیئے کہ اسی بات کی تلاش کرے کہ جیب کو وہ جناب جیب تمنا تہی کے لفظ سے بیان فرماتے ہین اسکا مجمل بیان یہ ہے کہ خالی ہونا طالب کا اپنے ارادہ اور قصد سے اور اپنے تئین مثل پتھر اور لکڑی کے اپنے مالک کے ہاتھ مین دیدینا اور یہ بات فرمانبرداری کے مراتب کا انتہا درجہ ہی اور عبودیت کے علاقہ کے مضبوط کرنیکا بڑا ہی قوی مرتبہ ہی اور اللہ کی معرفت کا بھی کمال ہے بس جسکے تئین اللہ کی عنایت اور غیبی کشش سے تمام پردے طی ہو گئے وہ ذات پاک کی معرفت کے مقام مین پہنچتا ہے **فائدہ** توحید صفاتی کا مجمل بیان یہ ہی کہ نفی اور نفی النفی کا شغل کرنیوالا اپنے تئین گمان کرتا ہے کہ عالم مین جو سب چیزین اور کائین ہین وہ ہمارے ہی اندر سے نکلے ہین اور اسبات کی تصویر اسکو اسطور پر نمودار ہوئی ہی کہ وہ اپنے بدنکو کشادہ اور چوڑا خیال کرتا ہے اور کشادگی اور چوڑائی اس مرتبہ کو پہنچتی ہے کہ اُسکے خیال مین یہ بات آتی ہے کہ میرے بدنکی کشادگی اور چوڑائی عالم اجسام سے یہانتک کہ عرش سے جو سب جسم اور چیزونکے اوپر ہے چارو نطرف گذر گئی ہے اور تمام عالم کو اپنے بیچمین دیکھتا ہی افلاک اور عناصر اور پہاڑین اور دریائین اور درختین اور پتھرین اور حیوان اور انسان سبکو اپنے جسم کا جز جانتا ہے اور اس حالت مین بطور کشف کے آسمانونکے مکانونپر اطلاع حاصل ہوتی ہی اور بعضے مقام زمین کے جو اُسکی جگہ بہت دور دراز ہین انکی سیر حاصل ہوتی ہی اور اُسکا وہ کشف بھی مطابق واقع کے ٹھیک ٹھیک ہوتا ہی لیکن مناسب اور لازم ہے کہ اپنے تئین حقیقت مین سچ مچ تمام عالم کا کل اور تمام عالم کو اپنا جز نجانے بلکہ یہ اعتقاد کرے کہ یہ میرا خیال خلاف واقع ہے اور اس شغل اور مرتبہ کا یہ آثار ہے اور اس حالتمین توقف نکرین کہ یہ منزل مقصود کی سیدھی راہ نہین ہے اگرچہ کوئی راہ ہو لیکن سیدھی راہ سے بہت دور ہی اور اس راہ سے راہ چلنے مین بڑی مشکل ہو گی اور منزل پر پہنچنے کو بڑی دیر لگے گی جیسا کہ قاضی ناف کی مثال مین مذکور ہو چکا اب ایک بات جاننا چاہیے کہ نادان لوگ اس حالت کو بڑا کمال سمجھتے ہین اور حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ انسانکا کمال اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہے اور سالک کا اصل مطلب اللہ کی معرفت ہی جس راہ سے معرفت حاصل ہونے مین دیر لگے اُس راہ سے بھاگنا لازم ہی اللہ کے طالب کو کھیل تماشے سے کیا کام غرض اس راہ کو چھوڑ کے انوار کیطرف جانیکا قصد کری

اور خوب غور کرے کہ انوار جو ذات پاک کے پردے مین سو نظر پڑین کیونکہ طالب کے مقصد حاصل ہونیکی یہی راہ ہے اور باقی
ایک بات سمجھنا چاہیئے کہ اسکو جو بطور کشف کے نظر پڑتا ہے اس سے اسکی غیب دانی نہین ثابت ہوتی کیونکہ غیب تو
اسکو کہتے ہین جو چھپی چیز کو جان سکے اور یہ کشف سب جانتا ہے کشف معنی کھلجانے اور پردہ اٹھ جانیکے ہین تو اس
شغل کی تاثیر سے پردہ کھلجاتا ہے اور وہ سب کچھ دیکھنے لگتا ہے غیب کہان سے ہوا فائدہ اب مراقبہ صمدیت کا بیان
سنو مراقبہ صمدیت کا دو مرتبہ ہے ابتدا اور انتہا سو ابتدا سے یہ مراد ہے کہ ہر چیز کی احتیاج کو اس سبحانہ تعالی کیطرف
اجمالا خیال کرنا کہ سب اُسیکے محتاج ہین اور وہ سب چیز سے بے پرواہ ہے پھر جب مراقبہ خوب مضبوط ہو تب ا
انتہا کے حاصل ہونیکی طلب ہے اور انتہا سے یہ مراد ہے کہ نہایت محبت اور الفت اور نہایت تضرع اور عاجزی
ساتھ دنیا اور آخرت کے کام مین تفصیل کے ساتھ اپنی احتیاج کو اس سبحانہ تعالی کیطرف خیال کرے یعنی ایسا خیال
کرے کہ ہر چیز مین مجھکو اسکی طرف احتیاج ہے اور کوئی کام بدون اسکی عنایت کے سرانجام نہین ہو سکتا خواہ
کام ہو یا سہل دنیا کا ہو یا آخرت کا اور اس مراقبہ مین اسکو ایسی الفت اور محبت اور اللہ سے ایک ایسا
پیدا ہو کہ اسکی مرضی مین اپنی جان اور مال اور اپنی عزت اور ابرو کا فدا کرنا بلکہ اسکے نام پر فدا کرنا اس شخص
سہل اور آسان معلوم ہو بلکہ اس فدا کرنیکو اپنی بزرگی اور اعتبار اور اپنی عزت اور مرتبہ کی زیادتی کا
معلوم کرے اور یہ مضمون اسکے اعتقاد مین جیسا کہ چاہیئے مضبوط ہو اور قرار پکڑے اُسکی مثال یہ ہے
ایک شخص ایک بادشاہ کیطرف سے انعام مین اور جاگیرین موروثی ہمیشہ کیواسطے نسلاً بعد نسل داد
باپکی وقت سے پاتا آتا ہے اور اُسکا تمام کاروبار اُسکی گذران اور عزت اور اعتبار کا اسی بادشاہ کے
سے ہوتا چلا آیا ہے سو اس شخص کو اس بادشاہ کیطرف سے اگر کوئی کام کرنیکا حکم ہوگا تو وہ شخص بے شبہ
اس کام کے سرانجام دینے کیواسطے اپنی جان فدا کرنیمین بھی دریغ نکریگا بلکہ اُسمین اپنا فخر جانیگا اور اس مراقبہ
معنے ایاک نعبد وایاک نستعین کے یعنی تجھی کو ہم بندگی کرتے ہین اور تجھی سے مدد چاہتے ہین بخوبی ثابت
اور تحقیق ہو جاتے ہین اور اس مراقبہ کا پھل یہ ہے کہ اللہ تعالی کی توحید کھلجاویگی کہ باوجود بہت ہونے فعلو
اور فاعلونکے اس مراقبہ والیکو ایک ہی فاعل اور ایک ہی موثر ظاہر کرنے والا کہ وہ فاعل اور موثر حقیقی کی ذات
پاک ہی ہر فعل اور جنبش اور ہر سکون مین ظاہر ہوتی ہے اور یہ بھی ایک قسم کا مشاہدہ ہے اور مشاہدہ

مین ہوتا ہے سو اس طریقہ کے ساتھ سلوک کرنیمین مشاہدہ کا اثر ابتدا مین معلوم ہوتا ہے اور بھی تنہا باقی ہے بس ابھی مراقبہ کو انوار کے طمع کرنیمین برابر کرتا رہے اب مراقبہ کے لفظی معنی بھی سنو مراقبہ معنی دونون طرف سے نگاہ رکھنا یعنی اس طرف سے تو بندے پر نگاہ پرورش اور رحم کی ہوتی ہی یہ بندہ غافل بھی اسکی طرف نگاہ رکھے اور حقیقت یہ ہے کہ کسیکا تصور کرنا اسیکو عرف شرع مین تفکر کہتے ہین اور اہل سلوک کی اصطلاح مین مراقبہ اور نگرانی بولتے ہین یعنی اللہ کیطرف تکی لگانا اور مراقبہ کی حقیقت نوین فصل مین بخوبی مذکور ہو چکی فقط تمام ہوئی جلد اول زاد التقویٰ کی چونکہ اس رسالہ کے دیکھنے کے بہت لوگ مشتاق اور طالب ہین اسواسطے اس رسالہ کو دو جلد قرار دیکے پہلی جلد کو تمام کردیا اب انشاء اللہ تعالے دوسری جلد بھی شروع ہو گی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا

امابعد بندہ محمود رسول الٰہی بخش جہانگیر نگری خدمات مین مومنین خالص الایمان و مسلمین کامل الایقان کے یہ عرض کرتا ہے فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مغز ہے عبادت کا پھر سنایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قول اللہ کا فرمایا رب نے تمہارے ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین یعنے مجھ سے دعا کرو تم میرے پاس تو مین قبول کرونگا تمہاری دعا اور برلا کرونگا تمہاری حاجتین اور جو لوگ کبر کرکے دعا نہین مانگتے میرے پاس جلد جہنم مین داخل ہونگے سب کے سب فرمایا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ کو چاہیے کہ ہر وقت اللہ سبحانہ کے پاس دعا مانگے اور سب حاجتین اللہ تعالے سے طلب کرے اور یہی ہی علامت عبودیت کی اور محبوب اللہ کا وہ شخص ہے جو ہر وقت ہر بات اللہ سبحانہ سے مانگے اور برا آدمی ہے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اللہ سبحانہ سے بے آرزو ہے اور محبوب آدمیونکا وہ شخص ہی جو آدمیونسے بے آرزو رہے اور کچھ نہ مانگے اور برا شخص آدمیونکے پاس وہ ہی جو شخص آدمیونسے کچھ مانگتا ہے اب مسلمان بھائیونکے فائدے کیواسطے چند دعا لکھتا ہون امراض مشکلات کے دفع کیواسطے

اور وہ دعا جو تجربہ کیا گیا ہے معتبر کتابوں سے تحقیق کر کے جیسا کہ مجموع الوظائف اور قول الجمیل اور دعوات مسنونہ اور حصن حصین اور احیاء العلوم بستان العارفین وغیرہ سے چنکر صحیح کر کے لکھدیا اس امید سے کہ ہمکو دعاء خیر کرین ول دعا عقیمہ یعنے بانجہ عورت کیواسطے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے یہ آیت لکھے ولو ان قرانا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتی بل لله الامر جمیعا پھر اس تعویذ کو اسکی گردنمین باندھے اور یہ بھی عقیمہ کیواسطے ہو کر چالیس لونگو نپر سات سات بار اس آیت کو پڑھے او کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقه موج من فوقه سحاب ظلمات بعضها فوق بعض اذا اخرج یده لم یکد یراها ومن لم یجعل الله له نورا فما له من نور اور ایک لونگ ہر دن کھاوے اور شروع کرے غسل حیض سے فراغت ہونیکے بعد اور انھین دنونمین اُسکا زوج اُس سے قربت کرا کرے اور وہ رات لونگکو کھاوے اور پانی نہ پیئے اور جو عورت بچہ اسقاط کر دیتی ہو تو ایک تاگا کسم کا رنگا اسکے قد کے برابر لیوے اور اُسپر نو گرہ لگاوے اور ہر گرہ پر یہ پڑھے واصبر وما صبرک الا بالله ولا تحزن علیهم ولا تک فی ضیق مما یمکرون ان الله مع الذین اتقوا والذین هم محسنون اور قل یا ایها الکافرون پڑھے اور پھونکے اور جس عورتکو درد زہ ہو یعنے لڑکا پیدا ہونیکا درد تکلیف دے تو پرچہ کاغذ مین یہ آیت لکھے والقت ما فیها وتخلت واذنت لربها وحقت اهیا اشراهیا اور اس آیت کو ایک پرچہ پاک کپڑے مین لپیٹے اور اسکی بائین ران مین باندھے تو وہ جلد جنیگی اور جو عورت سوا لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گذرنے سے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے اس آیت کو لکھے الله یعلم ما تحمل کل انثی وما تغیض الارحام وما تزداد وکل شیء عنده بمقدار عالم الغیب والشهادة الکبیر المتعال اور اس آیت کو لکھے یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمه یحیی لم نجعل له من قبل سمیا پھر یہ لکھے بحق مریم وعیسے انبیا صالحا طویل العمر بحق محمد صلی الله علیه وآله وسلم یعنے پھر اس تعویذکو حاملہ باندھے اور جس عورت کا لڑکا نہ زندہ رہتا ہو تو اجوائن اور کالی مرچ یہ دونون چیز دونپر دوشنبہ یعنے پیر کے دن دوپہر کو چالیس بار سورۂ والشمس پڑھے ہر بار درود پڑھکر شروع کرے اور اسی درود پر ختم کرے اسکو ہر روز عورت کھایا کرے حمل کے دنسے لڑکے کے دودھ چھوڑنے تک اور جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو اُسکے

[illegible] مین گول لکیر کھینچے ستر بار ہر بار ہر بار انگلی کے پھیرنے کے ساتھ یا مقیتُ کہے اور جس لڑکے پر نظر
لگی ہو اور لگانیوالا ثابت ہو جاوے تو اُسکے منھ اور دونون ہاتھ اور دونون پانون اور اُسکی شرمگاہ دھوئے
کسی ایک برتن مین اور اس پانیکو اسپر چھڑکے جسکو نظر لگے تو اُسیدم اچھا ہو جاوے اور امام مالک نے
موطا مین روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگانے والیکو اسیطرح کے مانند کا حکم کیا یعنی شرمگاہ
وغیرہ دھونیکا اور جسوقت لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو اُسوقت اذان اور اقامت کہے تو ام الصبیان کا بیمار نہین
ہوویگا اور جسپر جادو کا اثر ہوا ہو اُس بیمار کیواسطے جسکی بیماری نے طبیبونکو عاجز کردیا ہو چینی کے سفید برتن مین
یہ اسم لکھے یا حی حین لا حی فی دیمومۃ ملکہ وبقائہ یا حی اور فاتحہ ضم کرے اس دعا کے ساتھ پھر اسکو
پانی سے دھوکر چالیس دن پیئے اللہ کے فضل سے جلد اچھا ہوویگا اور جسکو شیطان لگا یعنی باولا کر ڈالے
یعنے جسپر آسیب کا خلل ہو تو اُسکے بائین کان مین یہ آیت سات بار پڑھے ولقد فتنا سلیمان والقینا
علی کرسیہ جسدا ثم اناب تو جلد دور ہو جاویگا اللہ تعالے کے فضل سے اور یہ بھی آیا ہے آسیب دور
کرنیکے واسطے کہ اُسکے کان مین سات بار اذان دے اور سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور سورہ ناس اور
آیت الکرسی اور سورہ طارق اور سورہ حشر کی آیتین یعنے ہو اللہ الذی سے آخر تک اور سورہ صافات بالکل
پڑھے آسیب جلد چلا جاویگا اور جس مکان مین جن معلوم ہو تو پاک پانی پر سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور پانچ آیتین
اول سورہ جن کی پڑھے اور اس پانی پر دم کرے اور اس پانی کو اُس جگہ اور مکان کی چوطرف چھینٹے مارے تو وہان
جن پھر نہ آویگا اور اگر کسی گھر مین اگ لگاتا ہے شیطان نے یا پتھر پھینکتا ہے کسیکے گھر یا مکان کے نواحی مین یا کوئی
شہر یا گانو مین تو اس آیت کو پڑھے انھم یکیدون کیدا واکید کیدا فمھل الکافرین امھلھم رویدا
چار لوہے کی کیلو نپر پڑھے اور پھونکے اور اُس کیلونکو گھر یا شہر یا گانو کی چارون طرف گاڑے اور پڑھنے کی ترکیب
حضرت مولانا مرشدنا جونپوری صاحب نے ہمکو کہا کہ پانچ بار پڑھے اور پھونکے اور اس حساب کے ساتھ پچیس بار من پانچ
بار پھونک دینا پڑا اور جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا کا ڈوری بانٹ اور اسپر سورہ الرحمن پڑھ اور جب بار
فبای الاء ربکما تکذبان پر پہونچے تو ایک گرہ دے اور اُسپر پھونک ڈال اور تاگے کو لڑکے کی گردن مین
باندھ دے حق تعالی اسکو اس بیماری سے آرام دیگا اور ایک دوا و قبل ظہور مرض چیچک کے ٹیکہ دینے سے بھی

بہت کم ہوتا ہے تداوی ہر نوع امراض شرعاً درست ہے دلیل کتب فقہ مین موجود ہے جیساکہ فی الفتاویٰ شرح الہدایۃ وغیرہ اور
تہذیب مین ہی جائز ہے واسطے بیمار کے اپنے پیشاب اور لہو اور مردار کھانا واسطے دوا کے ایسا ہی فتاویٰ سراجیہ اور
اشباہ والنظائر اور سفر سعادت مین بھی ایسا ہی لکھا ہے مگر پوجہ اور گھنٹ بٹھانا حرام ہے اور شرک ہے اور لڑکا پیدا ہو تو
اس تعویذ کو لکھے اور لڑکے کی گردن مین لٹکا دے تو حق تعالےٰ اُسکو محفوظ رکھے گا وہ دعا یہ ہے بسم اللہ الرحمن
الرحیم اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر کل شیطان وھامۃ وعین لامۃ تحصنت
بحصن الف الف لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور جسکو دیوانہ کتا کاٹے اور اسکو
دیوانہ ہوجانیکا خوف ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑون پر لکھے انھم یکیدون کیدا واکید کیدا
فمہل الکافرین امہلھم رویدا اسی کو کھاوے کہ ہر دن ایک ٹکڑا کھایا کرے شفا ہو ویگی
اور اگر کسیکی گردن مین کنٹھمالا ہو تو چمڑے کے تسمے پر جو مریض کے قد کے برابر ہو اکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر
یہ دعا پڑھے یعنی بسم اللہ سے آخر تک بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ بعزۃ اللہ وعظمۃ اللہ و
برھان اللہ وسلطان اللہ وکنف اللہ وجوار اللہ وامان اللہ وحرز اللہ وصنع اللہ وکبریاء
اللہ ونظر اللہ وبہاء اللہ وجلال اللہ وکمال اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ من شر ما
اور جسکو صرع یعنی مرگی مین مبتلا ہو تو تانبے کا ایک پتر لے اور اسمین یکشنبہ کی پہلی ساعت مین پتر کے ایک
کنارے پر یہ نقش کرے یا قہار انت الذی لا تطاق انتقامہ اور دوسرے کنارے پر یہ نقش کرے
یا مذل کل جبار عنید بقہر عزیز سلطانہ یا مذل اور اللہ کے فضل سے یقین ہے مرگی دفع ہوگی
اللہ تعالےٰ کے فضل اور کرم سے اور ایک دعا لکھ دیتا ہون وہ دعا تجربہ کی ہے حضرت مولانا اُستاذنا کے
ساتھ عبدالودود صاحب کے باشندکی روی انہ صلعم خبر دیا ہمکو جبریل عم نے نہین احتیاج کسی دوا کی اور نہین احتیاج
کسی طبیب کی تب ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ ہم سب محتاج ہین طرف اسکے پس کہا
پکڑو پانی ابر کا اور پڑھو اُس پانی پر سورۂ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور فلق اور ناس اور آیۃ الکرسی ہر ایک کو ستر
مرتبہ اور پیو صبح اور شام سات دن تک تحقیق دفع کریگا بدن سے تمہارے ہر ہر بیمار کو اور یہ پانی دوا ہے ہر ہر بیماری
کی کھانسی اور درد سینہ اور حبس بول اور جو عورت حاملہ نہین ہوتی حاملہ ہوجاویگی قوت باہ ہوگی اور آتشک دفع ہوگی

...ابن ... نے کہا سانپ یا بچھو وغیرہ زہر دفع کرنیکے واسطے افسون کو ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
...سے اجازت چاہی حضرت نے اجازت دی اسکے پڑھنے کی وہ دعا یہ ہے بسم اللہ شجۃ
...بحر قفطا سلام علی نوح فی العالمین جب آگ لگے تو اسکو بجھانیکی دعا کہے اللہ اکبر پکار کے
بجھ جاویگی اور دیوانہ کو اچھا کرنیکی دعا الحمد للہ سات دن تک صبح اور شام جب تمام کرے الحمد کو
...ے اپنا تھوک پھر تھوکے اسکو دیوانہ پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلد اچھا ہوگا زخم اور پھوڑا اچھا
...تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا لیشفی سقیمنا باذن ربنا شرح مشکوۃ مین لکھا ہے
...صلعم دہن مبارک کا تھوک اپنی اُنگلی پر لگاتے اور اُنگلی کو زمین پر رکھتے تھے اور درد کی جگہ پر مس
...کرتے تھے اور کہتے تھے اور جسکا غلام بھاگ گیا ہو تو ایک کاغذ مین لکھ اور اسکو کسی گھر مین بیت
...کوٹھری مین دو پتھر دنکے بیچمین رکھدے یعنے سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی کو لکھ پھر اللہم سے یا ارحم الراحمین
پھر یہ آیت لکھ او کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمات
...فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراہا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور ومن
...برزخ الی یوم یبعثون وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ واللہ من ورائہم محیط بل ہو قرآن
...لوح محفوظ پھر یہ دعا پڑھے اللہم انی اسئلک سے آخر تک اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے بھاگا
...جلد اپنے مولا کے طرف لوٹے گا اور جب تو چاہے کہ حق تعالیٰ سے اپنی مراد حاصل کرے تو سورہ
...پڑھ اس ترکیب سے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی میم کو الحمد کی لام سے ملاوے یکشنبہ کے روز سے
...فرض کے درمیان مین شروع کرے ستر بار اور دوسرے دن اُسیوقت ساٹھ بار اور تیسرے
پچاس بار اسیطرح ہر روز دس دس بار کم کرتا جاوے یہانتک کہ ہفتہ کے دن دس بار پڑھے تو کام تیرا
مقصد پورا ہو گا [illegible] مین کچھ شک نہین اللہم انی اعوذ بک من عذاب النار وفتنۃ النار وفتنۃ القبر
[illegible]اب القبر وشر فتنۃ الغنی [illegible] وشر فتنۃ الفقر واعوذ بک من القسوۃ والغفلۃ [illegible] والذلۃ والمسکنۃ
[illegible]ذ بک من الفقر والکفر والفسوق والشقاق [illegible] والسمعۃ والریاء واعوذ بک من الصمم والبکم والبرص
[illegible] الجذام وسیء الاسقام یا اللہ بیشک مین پناہ مانگتا ہون تجھ[illegible]ے آگ [illegible] عذاب سے اور آگ کی آزمایش اور قبر کی

اور ... سے اور جنگی ... اور ... نمائش تماشی سے ... بنا ... ہوں ...
... ہوئے ... خلافت ... تماشی سے ... بنا ... ہوں ...
... اور خلافت اپنے ... [illegible] ...
... اور ... [illegible] ... اور ... سے ... دعا ...
اور ... کا سبب ... کا مرض ... الا حضرت مولانا ... شاہ ... آنحضرت ...
صاحب ... کیا ... بیمار ... تب مولانا موصوف نے یہ دعا ... کے ... کیا ... انکو ...
فرمایا ... مولوی ... رسول ... صاحب کے پاس ... صاحب ... نے انکو
... اور اپنے ... صاحب ... سب ... اور ... سبب ...
... کے ... ہماری ... کیا ... اور ہمکو ... ثواب سے فقط

خاتمة الطبع

الحمد للہ الذی ہدانا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ
محمد ... من ... الطغیان وعلی آلہ واصحابہ ...
... اما بعد ... کتاب لاجواب مطبوع ...
... تصنیف لطیف عالم ... فاضل اکمل ... حضرت
مولوی کرامت علی صاحب جونپوری ...
... منشی محمد ... الدین مالک مطبع ... حاجی محمد ...
... ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۲ ہجری چھاپ گشتہ ...

... محمد جعفر علی ...